بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیحین میں وارد سیرت طیبہ کے منتخب تعامل

بچوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ

جمع وترتیب

محمد بن عبدالرحمن بن ناصر الزیر

ترجمہ

ابوحمود حافظ عبدالسمیع کلیم اللہ

جامعہ اسلامیہ دریاباد

ناشر:

مدرسہ زید بن ثابت، سانتھا بازار، سنت کبیر نگر

Madrasa Zaid bin Sabit, Santha, S.K. Nagar

سلسلۂ مطبوعات : (۲۶)

نام کتاب : بچوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ

نام مترجم : ابوحمود حافظ عبدالسمیع کلیم اللہ المدنی

سن اشاعت : ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق دسمبر ۲۰۲۰ء

ایڈیشن : اول

تعداد : ۲۰۰۰

ناشر : مدرسہ زید بن ثابت، سانتھا بازار، سنت کبیر نگر

مطبع : معبودی پبلیکیشن، دہلی

ملنے کے پتے:

* جامعہ اسلامیہ، دریاباد، دودھارا سنت کبیر نگر، (یوپی) **8853533684**
* علی احمد عبدالمجید نزد پوروانچل بینک، لڈوامہواتراہا، بکھرا، سنت کبیر نگر' **9452090596**
* جناب ماسٹر مجیب اللہ کلیم اللہ (پرنسپل) این۔آئی۔سی۔مونڈاڈیہابیگ' سنت کبیر نگر' **9792921973**
* محمد اسلم کرانہ مرچنٹ اسٹور، لوہرسن روڈ، سانڈا۔ سنت کبیر نگر (یوپی) **9415910363**
* تابش آن لائن سروسیز، پنجاب نیشنل بینک، سمریاواں بازار۔ سنت کبیر نگر (یوپی) **9670025023**
* مولانا عبدالعزیز بلہری، مدرسۃ العلوم السلفیہ سکھوئی کوینا، سنت کبیر نگر (یوپی) **7800930251**

مقدمہ

بے شک سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، کیوں کہ محمد ﷺ اپنی خواہش کی بنیاد پر نہیں بولتے بلکہ اللہ کی وحی کے ترجمان ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" [النجم:۳۔۴] (اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے)

آپ ﷺ ایسے ہادی ور ہبر ہیں جن کی اتباع و پیروی ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝" [الاحزاب:۲۱] (یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے)۔

نبی ﷺ کی سیرت وکردار پر غور وفکر کرنے سے اور آپ کے اردگرد جو لوگ رہتے تھے ان کے ساتھ آپ کے برتاؤ پر تامل کرنے سے بخوبی اندازہ ہوگا کہ تمام لوگوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں آپ ﷺ بڑے عظیم احسان وکرم کا مظاہرہ کرتے تھے چھوٹے بڑے، مرد وعورت اور مسلم وغیر مسلم یہاں تک کہ جمادات کے ساتھ بھی آپ کا انتہائی تعجب خیز انسانیت وغم خواری پر مبنی برتاؤ تھا جس میں آپ کے اخلاقِ کریمانہ اور احسان کا عنصر غالب تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" [القلم:۴] (اور بے شک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے)

قدیم زمانہ سے اب تک علمائے کرام نے آپ ﷺ کی سنت وسیرت کو جمع کرنے کی قابلِ قدر کوشش کی ہے آپ کی سیرت کو محفوظ کرنے کے لئے کتابیں تصنیف کیں، امت کی رہنمائی کے لئے مختصر اور مطول تالیفات پیش کیا ہے پھر بھی خصوصیت کے ساتھ آپ کے تعامل وبرتاؤ کو عیاں کرنا، اس سے متعلق احادیث کو جمع وحصر (شمار) کرنا اور ان کی درجہ بندی کرنا میرے علم کی حد تک یہ اہتمام بہت کم پایا گیا ہے۔

اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب کرتے ہوئے صحیحین میں وارد احادیث کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جن سے نبی ﷺ کے برتاؤ کا پتا چلتا ہے، آپ کے اردگرد جو افراد رہتے تھے خواہ وہ مرد ہوں، عورتیں ہوں، بچے ہوں یا بوڑھے آپ ان کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے، مذکورہ احادیث کی روشنی میں اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ نے عمر میں اضافہ اور برکت دی تو باقی کتب ستہ اور دیگر مسانید اور مصنفات کی روشنی میں ان احادیث کو جمع کروں گا جن کا تعلق آپ کے برتاؤ سے ہے۔

اس موضوع پر قلم اٹھانے کے چند اسباب ہیں: بعض اسباب کو ذکر کرنے پر اکتفا کروں گا۔

(۱) نبی ﷺ کے طریقہ سے مسلمانوں کو قریب کردیا جائے اور آپ کے تعامل سے اُن کو آشنا اور متعارف کرادیا جائے۔

(۲) معاشرہ میں یہ بات محسوس کی جاتی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرنے میں مختلف غلطیوں کے شکار ہیں جو غلطیاں نبی ﷺ کی سیرت سے ناواقفیت اور جہالت کے نتیجہ میں واقع ہوتی ہیں حالانکہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ واجبی طور پر دعوتِ دین کی اہمیت کو سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے اور اللہ کے اس حکم کو علمی جامہ پہنایا جاسکے۔"وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ" [فصلت:۳۳] (اور اس سے زیادہ اچھا اور کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں)۔

اللہ تعالیٰ کا مزید فرمان ہے: ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ'' [النحل: ۱۲۵] (اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے یقینا آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے)۔

آپ ﷺ کی سیرت وکردار، عمل وگفتار دلوں میں آپ کی محبت والفت اور نفس میں شرافت وپاکیزگی پیدا کرنے کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند اخلاق کے رتبہ پر فائز کیا تھا، آپ غیر مسلموں کے ساتھ بھی حسن اخلاق کا برتاؤ کرتے تھے، رحمت وہمدردی آپ کا منہج، انسانیت ومروت آپ کا پیغام تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' [الانبیاء: ۱۰۷] (اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے)۔

نبی ﷺ کی اقتدا کے ذریعہ مسلمانوں کے اخلاق میں بلندی آتی ہے اور غیر مسلموں پر انہیں فوقیت وبرتری حاصل ہوتی ہے، ان کی زندگی میں صبر واستقامت کی صفت پیدا ہوتی ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ کی محبت اور اس کی مغفرت انسان کا مقدر بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ'' [آل عمران: ۳۱] (کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے اس سلسلہ کی پہلی کڑی کی میں نے تکمیل کر لی تھی جس کا عنوان ہے: ''نبی ﷺ کا غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ'' الحمد للہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

اس سلسلہ کا دوسرا جز پیش کرتے ہوئے مجھے خوشی ومسرت ہو رہی ہے جس کا عنوان ہے ''بچوں کے ساتھ نبی ﷺ کا برتاؤ'' جس کتاب میں قاری کو اندازہ ہوگا کہ نبی ﷺ بچوں کو اپنا قیمتی وقت دیتے تھے ان کی تربیت ورہنمائی کے لئے محنت کرتے تھے ان سے محبت کرتے، شفقت ورحمت سے پیش آتے تھے بلکہ ان کے ساتھ کھیل وتفریح کرتے، ان کی جدائی پر آپ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور آپ حزن وملال کا شکار ہو جاتے تھے، اس کتاب کے مطالعہ سے مذکورہ امور کا بخوبی اندازہ ہوگا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مفید اور نفع بخش بنائے اور نبی ﷺ کی اقتدا کی توفیق بخشے۔

کتاب میں میرا منہج:

(۱) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا میں نے مکمل مطالعہ کیا، ان دونوں کتابوں سے صرف انہیں احادیث کو منتخب کیا ہے جن کا تعلق ''بچوں کے ساتھ نبی ﷺ کے تعامل اور برتاؤ سے ہے'' موسسۃ الرسالۃ سے شائع کتاب پر میں نے اعتماد کیا ہے۔

(۲) احادیث کی درجہ بندی کی ہے، ہر حدیث کو اس کے خاص موضوع کے تحت ذکر کیا ہے، موسسۃ الرسالۃ کے نسخہ کا اعتبار کرتے ہوئے حدیث نمبر درج کیا ہے، اس جزء میں وارد ہونے کے لحاظ سے اس کا مسلسل نمبر قائم کیا ہے۔

(۳) صحیح بخاری سے منتخب احادیث کے اطراف کو سلسلہ وار حاشیہ میں ذکر کر دیا ہے اور فتح الباری میں وہ حدیث کس جلد اور صفحہ پر وارد ہوئی ہے اس کو بھی بیان کر دیا ہے، اگر وہ حدیث صحیح مسلم میں وارد حدیث کے موافق ہے یا صرف اس کا ذکر صحیح مسلم میں ہوا ہے تو صحیح مسلم میں اس کا نمبر کیا ہے اور امام نووی کی شرح میں اس کو کس جلد اور صفحہ پر ذکر کیا گیا ہے اس کو بھی بیان کر دیا ہے، (اطراف حدیث کو ترجمہ میں ذکر کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے) [مترجم]

(۴) جن احادیث کی جانب اشارہ کروں گا ان میں سب سے مکمل حدیث کا انتخاب کروں گا۔ اور کبھی کبھی ضرورت کے تحت دوسری روایات کو بھی ذکر کروں گا۔

(۵) احادیث میں وارد غریب الفاظ کی شرح فتح الباری کی روشنی میں کروں گا، اگر صحیح بخاری میں حدیث ہے ورنہ امام نووی کی شرح پر اعتماد کروں گا۔

یا صحیح بخاری پر مصطفے البغا کی تعلیق یا صحیح مسلم پر محمد فواد عبدالباقی کی تعلیق سے استفادہ کروں گا، یا مؤسسة الرسالة سے شائع صحیحین کے حاشیہ سے ان معانی کا حل پیش کروں گا۔

(۶) ہر حدیث میں وارد نبی ﷺ کے تعامل کی وجوہات کو فتح الباری یا شرح نووی کی روشنی میں پیش کروں گا۔ اللہ کی توفیق سے جہاں تک میری رسائی ہوگی۔

(۷) حدیث میں وارد بعض اہم فوائد کی جانب اشارہ کروں گا فتح الباری یا شرح نووی کی روشنی میں یا اللہ کی توفیق سے جہاں تک میری رسائی ہوگی۔

(۸) اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس کے احسان وتوفیق کے نتیجہ میں اس موضوع کو اختیار کرنا نصیب ہوا اور اس کی موتیوں کو تلاشنے کی سعادت حاصل ہوئی اسی کا احسان وکرم ہے، جس نے اس موضوع پر لکھنے کا موقع عنایت کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اس عمل کے بدلہ نبی ﷺ کی شفاعت نصیب کرے۔

ان تمام بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے اللہ کی توفیق کے بعد جن اساتذہ اور طلبہ کے تعاون، مراجعہ اور رہنمائی میں یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کا نیک صلہ دے، ان کی کوششوں کو قبول کرے ان کے والدین کی مغفرت فرمائے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں جو درست بات ہے وہ محض اللہ کی توفیق اور اس کا فضل ہے، اور اس میں جو غلطیاں سرزد ہوئی ہوں ان کا صدور مجھ سے یا شیطان سے ہوا ہے۔ اللہ سے مغفرت وتوجہ کا طالب اور اسی سے مدد کا طلب گار ہوں اور دعا گو ہوں کہ باقی سلسلہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دے۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

محمد عبدالرحمن بن ناصر الزبیر

بچوں کی تحنیک اے کرنا ان کا نام رکھنا اور دعا سے نوازنا

صحیح بخاری میں اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ ’’میں حمل سے تھی جس کی اکثر مدت گزر چکی تھی، میں نے ہجرت کے لئے مدینہ کی طرف رختِ سفر باندھا۔ قبا میں قیام کے دوران عبداللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی، بچہ کو لے کر میں نبی ﷺ کے پاس آئی، آپ کی گود میں اسے رکھ دیا، آپ نے کھجور طلب کیا اسے چبا کر بچہ کے منھ میں ڈال دیا، سب سے پہلی چیز نبی ﷺ کا ریق اس کے پیٹ میں داخل ہوا پھر آپ نے کھجور سے اس کی تحنیک کیا، پھر اس بچہ کے لئے برکت اور زیادتیٔ خیر کی دعا کی، مدینہ میں مسلمانوں کی ہجرت کے بعد یہی سب سے پہلا بچہ ہے جس کی پیدائش عمل میں آئی۔ [بخاری (۳۹۰۹)]

صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میرے یہاں لڑکے کی ولادت ہوئی اسے لے کر میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کھجور کے ذریعہ تحنیک کیا اس کے لئے برکت کی دعا کی اور بچہ کو میرے حوالہ کر دیا، ابوموسیٰ کی یہی سب سے بڑی اولاد تھی۔ [بخاری (۵۴۶۷)]

(تحنیک اے): کوئی چیز چبا کر بچے کے منھ میں ڈالنا اور تلوے پر اس کو ملنا جس کا مقصد یہ ہے کہ بچہ کھانے کا عادی ہو جائے اور اس کے اندر اس کی قوت پیدا ہو جائے، تحنیک کے وقت اس کے منھ کو کھول دیا جائے تاکہ اس کے پیٹ میں وہ چیز داخل ہو سکے، سب سے بہتر چیز تمر ہے، اور اگر وہ میسر نہ ہو تو رطب ہے ورنہ کوئی بھی میٹھی چیز ہو سکتی ہے۔ [فتح الباری ۹/ ۱۰۵]

صحیح مسلم میں عروہ بن زبیر اور فاطمہ بنت المنذر سے روایت ہے وہ دونوں کہتے ہیں کہ:

ہجرت کے وقت اسما حالتِ حمل میں مکہ سے نکلیں ان کے پیٹ میں عبداللہ تھے،قبا پہنچیں وہیں ولادت ہوئی، آپ ﷺ نے اس بچہ کا سر چھوا اس کے لئے دعا کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا، پھر وہ سات یا آٹھ سال کی عمر میں اپنے والد کے حکم کی تعمیل میں نبی ﷺ سے بیعت کرنے آئے نبی ﷺ نے ان کو اپنی جانب آتے دیکھا اور مسکرا کر بیعت کرلیا۔[مسلم (۵۶۱۶)]

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے انس رضی اللہ عنہ اپنی ماں ام سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت مدینہ آئیں ان کو دردِزہ شروع ہوگیا اور بچہ کی پیدائش ہوئی۔ میری ماں نے مجھ سے کہا: انس کسی کے دودھ پلانے سے پہلے تم اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوجاؤ، صبح ہوتے ہی اس کو لے کر میں نبی ﷺ کے پاس گیا، میں نے دیکھا آپ کے ساتھ ایک میسم تھا،(جانور کو علامت زدہ کرنے کا آلہ میسم کہلاتا ہے) مجھ کو دیکھتے ہی آپ نے کہا: شاید ام سلیم کے یہاں ولادت ہوئی ہے، میں نے کہا: ہاں، آپ نے میسم کو رکھا، انس کہتے ہیں: میں نے بچہ کو آپ کی گود میں رکھ دیا، نبی ﷺ نے مدینہ کی عجوہ کھجور منگایا اسے چبا کر باریک کردیا پھر اسے بچہ کے منھ میں ڈال دیا، بچہ اسے چوسنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے کہا:"أنظروا إلى حب الأنصار التمر" دیکھو! انصار کو کھجور کتنا پسند ہے، آپ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔[مسلم (۶۳۲۲)]

اس حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

۱) نبی ﷺ بچوں کا استقبال کرتے تھے اور انہیں اپنی گود میں اٹھاتے تھے۔

۲) نبی ﷺ کھجور کے ذریعہ بچوں کی تحنیک کرتے تھے، ان میں سرفہرست عبداللہ بن زبیر، ابراہیم اور عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

۳) بچوں کے منھ میں اپنا لعاب دہن داخل کرتے تھے۔

۴) ان دونوں بچوں کو آپ نے دعاؤں سے نوازا اور ان کے لئے خیر وبرکت کی دعا کی۔

۵) نبی ﷺ نے اس صحابی کا استقبال کیا جو اپنے بچہ کو لے کر آپ کی خدمت میں

حاضر ہوا۔

۶) نبی ﷺ نے تحنیک کے لئے کھجور طلب کیا۔

۷) صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس بچہ کے چہرہ کو چھوا۔

فوائد:

(۱) نبی ﷺ کی دعا کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ عبداللہ کے یہاں سات یا اس سے زیادہ لڑکے ہوئے سبھی کو حافظ قرآن ہونے کا شرف حاصل رہا۔[فتح الباری ۳/ ۲۰۴]

(۲) صحابہ کرام اس بات کے بے حد حریص تھے کہ نبی ﷺ ان کے بچوں کی تحنیک کریں اور ان کو دعاؤں سے نوازیں۔

بچوں کی تعلیم وتربیت

۱۔حسن اورحسین کے منہ سے ناجائز چیز نکالنا:

نبی ﷺ بچوں کی تعلیم وتربیت پر حددرجہ زور دیتے تھے ان کے اندر حلال وحرام کی تمیز پیدا کرنے کی ترغیب دیتے تھے، بچہ لاشعوری طور پر اپنے منہ میں کوئی چیز ڈال لیتا جو نامناسب ہوتی آپ بچہ کے منہ سے اسے نکالنے کی کوشش کرتے۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے ''کھجور کی کٹائی کے وقت لوگ کھجور لے کر آتے تھے آپ کے پاس اس کا ڈھیر جمع ہوجاتا تھا، حسن اورحسین کھجور سے کھیلتے، اسی دوران ایک نے کھجور کا دانہ اپنے منہ میں ڈال لیا، نبی ﷺ نے اس کو دیکھا اوراس کے منہ سے کھجور نکال دیا اورکہا: ''أما علمت أن آل محمد لایأکلون الصدقة'' [بخاری (۱۴۸۵)] تمہیں نہیں معلوم کہ آل محمد صدقہ نہیں کھاتے۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''حسن بن علی نے صدقہ کی ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لیا اس کو دیکھ کر نبی ﷺ نے فرمایا: ''کخ کخ'' اسے تھوک دو، اس کلمہ کا استعمال بچے کو ڈانٹنے کے لئے کیا جاتا تھا'' پھر آپ نے کہا: ''أما شعرت أنالا نأکل الصدقة'' [بخاری (۱۴۹۱)] کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔

حدیث میں وارد نبی کریم ﷺ کا تعامل:

(۱) مسجدوں میں بچوں کو داخل کرنے کی اجازت دینا۔

(۲) بچوں کو نفع بخش چیزوں کی تعلیم دینا اورنقصان دہ اورحرام چیزوں سے روکنا اگرچہ

بچے اس کے مکلف نہیں، مگر تربیت کے لئے ان کو متنبہ کرنا اورحلال کھانے کا عادی بنانا ضروری ہے۔

(۳) نہی ''روکنے'' کا سبب بچوں سے بیان کرنا۔

(۴) سن تمیز میں پہنچنے سے پہلے بچوں کو مخاطب کرنا تاکہ شعور رکھنے والے اس سے مستفید ہوں حسن بہت چھوٹے تھے، آپ ﷺ نے ان کو مخاطب بنایا۔

(۵) غلطی اورخطا پر بھی بچوں کے ساتھ شفقت ونرمی سے پیش آنا۔

(۶) حلال چیزوں کے کھانے اوراپنی اولاد کو حلال کھلانے پر حددرجہ حریص ہونا۔

فائدہ:

(۱) عام مسلمانوں کے صدقات وزکوٰۃ کو قبول کرنا تاکہ ضرورتمندوں میں اسے تقسیم کیا جاسکے۔

(۲) عمومی اورسماجی مسائل میں مسجد کو استعمال کرنا جائز ہے۔

(۳) امت کے لئے ایک عظیم درس پیش کیا کہ مسلمان کھانے پینے کی چیزوں میں احتیاط برتے اوراپنے اہل خانہ کو حلال رزق کھلانے کی کوشش کرے۔

(۴) آل محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں۔

۲۔ بچہ کو بسم اللہ کے ذریعہ داہنے ہاتھ سے کھانے کی تعلیم دینا

معلم انسانیت نبی ﷺ نے چھوٹے بچوں کی تعلیم وتربیت پر زور دیا، دسترخوان پر ان کے ساتھ بیٹھتے اورانہیں بسم اللہ وغیرہ کی تعلیم کے سلسلہ میں درج ذیل احادیث قابلِ غور ہیں۔

عمر بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ بچپن میں میں نبی ﷺ کی تربیت میں تھا، دسترخوان پر میرا ہاتھ صحن کے چاروں طرف حرکت کرتا رہتا تھا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے کہا: ''یا غلام سم الله و کل بیمینک و کل مما یلیک'' [بخاری (۵۳۷۶)] لڑکے بسم اللہ کہو، داہنے

ہاتھ اور اپنے قریب سے کھاؤ، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس کا زبردست اہتمام کیا۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''جب بھی ہم نبی ﷺ کے ساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے آپ کے بعد ہم کھانا شروع کرتے، ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوئے ایک بچی بڑی تیزی سے آئی گویا اس کو دھکا دے کر لایا گیا ہو، کھانے میں اپنا ہاتھ رکھنا چاہا، نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی اسی تیزی کے ساتھ آیا آپ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور آپ نے ارشاد فرمایا:''إن الشيطان يستحل الطعام أن لايذكر اسم الله عليه وأنه جاء بهذه الجارية ليستحل بها فاخذت بيدها فجاء بهذا الاعرابی ليستحل به فأخذت بيده والذی نفسی بيده أن يده فی يدی مع يدها ''[مسلم (۵۲۵۹)] شیطان کھانے کو حلال سمجھتا ہے اگر بسم اللہ نہ کیا جائے، اس بچی کو لے کر آیا تاکہ کھانے میں شامل ہو سکے، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس کے بعد اس اعرابی کے ذریعہ داخل ہونا چاہ رہا تھا پس میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے ہاتھ میں اس باندی کے ہاتھ کے ساتھ شیطان کا ہاتھ تھا۔

نبی ﷺ کا دونوں حدیثوں میں وارد برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ کا تواضع آپ کی خاکساری، بچہ، بچی دیہاتی تمام قسم کے لوگ آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تھے۔

(۲) بچہ کو نبی ﷺ نے اس کے شایانِ شان نام سے خطاب کیا ''اے بچے!''

(۳) کھانے کے وقت بچہ کو تین امور کی رہنمائی کی (۱) کھاتے وقت بسم اللہ کہنا (۲) داہنے ہاتھ سے کھانا (۳) اپنے قریب سے کھانا۔

(۴) نبی ﷺ کا حسن اسلوب جس نے کم سن بچہ کو اسلامی آداب کا پابند بنا دیا اور وہ تاحیات ان پر عمل پیرا رہا۔

(۵) بچوں کے ساتھ تعامل کرنے میں نرمی اور آسانی برتنا اگرچہ ان سے خطا سرزد ہو۔

(۶) مختلف جملوں کے ذریعہ بچوں کی صحیح رہنمائی کرنا۔

(۷) بچوں کی غلطی اور خطا پر نبی ﷺ کشادہ دلی، اعلیٰ ظرفی اور بردباری کے ساتھ پیش آتے تھے۔

(۸) چھوٹے بڑے تمام صحابہ کرام کی خبر گیری کرنا تاکہ لوگ کھانے پینے میں سنت کو لازم پکڑیں، بسم اللہ کا اہتمام کریں، داہنے ہاتھ سے کھائیں۔

(۹) چھوٹے بڑے تمام صحابہ کرام کے سامنے کھانے کے وقت بسم اللہ کی اہمیت کو بیان کرنا اور اس کا سبب بھی ذکر کرنا، ''یہ شیطان کو بھگاتا ہے''۔

فائدہ:

(۱) کھانے پینے کے آداب کی تعلیم دینا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔

(۲) صحابہ کرام کی حسن تربیت کہ وہ نبی ﷺ کے کھانا شروع کرنے سے پہلے کھانے کا آغاز نہیں کرتے تھے۔

(۳) قسم کی ضرورت اور مطالبہ کے بغیر بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے قسم کھانا جائز ہے۔[فتح الباری ابن حجر ۹/ ۴۳۳، شرح مسلم امام نووی ۷/ ۱۳/ ۲۰۰]

۳۔بغرض تعلیم اپنے گھر میں ابن عباس ؓ کو رات گزارنے کی اجازت دینا

بچوں کے ساتھ ملاطفت، نرمی کا برتاؤ کرنا آپ ﷺ کی خصلت وعادت تھی بسا اوقات بعض بچوں کو اپنے گھر میں ٹھہرنے کی اجازت دیتے اس دوران ان کے دلوں میں اللہ کا تقویٰ پیدا کرتے اور انہیں توحید کا عظیم درس دیتے تھے درج ذیل احادیث ملاحظہ کریں۔

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: میں نے اپنی خالہ میمونہ بنت الحارث، (نبی ﷺ کی بیوی) کے یہاں رات گزاری، آپ کی باری میں، نبی ﷺ نے

عشاء کی نماز ادا کی، اپنے گھر آئے پھر چار رکعت نماز پڑھی، آپ سو گئے، پھر بیدار ہوئے اور کہا: ''نام الغلیم'' بھولہ بچہ سو رہا ہے، یا اس کے مشابہ کوئی اور جملہ کہا، پھر آپ کھڑے ہوئے میں بھی آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے اپنے داہنی جانب کیا اور پانچ رکعت نماز ادا کی، پھر دو رکعت پڑھ کر سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے سونے کی آواز کو سنا اس کے بعد نمازِ فجر کے لئے چلے گئے۔ [بخاری (۱۱۷)]

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ''میں نے اپنی خالہ میمونہ کے گھر ایک رات قیام کیا، نبی ﷺ رات کو بیدار ہوئے، رات کا کچھ حصہ باقی تھا آپ نے لٹکتے مشکیزہ سے ہلکا وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، میں نے بھی آپ کی طرح وضو کیا اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے داہنی جانب تبدیل کر لیا، پھر آپ نے نماز ادا کی اور لیٹ گئے۔ موذن نے اذان دی، آپ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی الگ سے وضو نہیں کیا۔ [بخاری (۱۳۸)]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب سے مروی ہے عبداللہ نے انہیں خبر دی ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی خالہ میمونہ کے یہاں ایک رات قیام کیا تھا، میں تکیہ کی چوڑائی میں سویا، نبی ﷺ اور ان کی بیوی اس کی لمبائی میں لیٹ گئے، نبی ﷺ سو گئے، آدھی رات سے کچھ پہلے یا کچھ بعد آپ بیدار ہوئے، اپنے ہاتھ سے چہرے کی نیند زائل کر رہے تھے، پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی اور پھر لٹکتے ہوئے مشکیزہ سے اچھی طرح وضو کیا پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، ابن عباس کہتے ہیں کہ میں بھی کھڑا ہوا اور میں نے آپ کے عمل کی اقتدا کی پھر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا میرے داہنے کان کو ملنے لگے، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر دو رکعت، اس کے بعد دو رکعت، پھر دو رکعت، پھر وتر پڑھی۔ اس کے بعد لیٹ گئے، یہاں تک کہ موذن پہنچ گیا، آپ کھڑے ہوئے اور ہلکی دو رکعت نماز ادا کیا پھر مسجد گئے

اور نماز صبح ادا کی۔ [بخاری (۱۸۳)]

حدیث کی رو سے نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) نبی ﷺ اپنے گھر میں بچوں کی ضیافت کرتے تھے، ابن عباس کو اسی لئے اپنے گھر رات گزارنے کی اجازت دی۔

(۲) بچہ کو عملی طور پر تعلیم دینا ابن عباس کو آپ ﷺ نے بائیں جانب سے داہنے جانب پھیر لیا۔

(۳) چھوٹے بچوں پر شفقت اور ان سے اظہار ہمدردی و محبت کرنا آپ نے کہا: ''بھولا بچہ سو رہا ہے''

(۴) بچہ کی تعلیم و تربیت پر حریص ہونا جس کا فائدہ درج ذیل نکات سے معلوم کیا جا سکتا ہے:

(الف) بچہ رات کو اٹھ کر نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔

(ب) بچہ نے نبی ﷺ کی وضو کرنے میں مکمل اقتدا کی۔

(۵) معاملات میں لطف و کرم کا مظاہرہ کرنا، نبی ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ بچہ کے سر پر رکھا۔

(۶) بچہ کو مانوس کرنا اس کو بیدار کرنے کے لئے کان کا نچلا حصہ پکڑنا۔

(۷) بچہ اپنے محارم کے گھر میں رات گزار سکتا ہے، اگرچہ شوہر گھر میں موجود ہو۔ میمونہ، ابن عباس کی خالہ تھیں نبی کی موجودگی میں ان کے گھر ابن عباس نے رات گزاری۔

فوائد:

(۱) نبی ﷺ اپنے گھر میں نفلی نماز کا اہتمام کرتے تھے۔

(۲) نفل نماز کی ادائیگی کا حریص ہونا اور گھر والوں کو اس کا عادی بنانا۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیاوی زندگی میں قناعت پسندی اور تواضع اختیار کرتے تھے جس کی دلیل درج ذیل ہے۔

- ایک ہی کمرہ پر آپ نے قناعت کیا اور یہی کمرہ آپ کا مکمل گھر تھا۔
- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کی زوجہ محترمہ اور ابن عباس کا ایک ہی تکیہ پر سونا ابن عباس تکیہ کی چوڑائی میں سوئے اور میاں بیوی اس کی لمبائی میں۔

(۴) اپنے ہاتھ کے ذریعہ چہرے سے نیند کے آثار کو زائل کرنا۔

(۵) نیند سے بیدار ہوکر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرنا۔

(۶) قیام اللیل سے فارغ ہوکر تھوڑی دیر کے لئے لیٹ جانا۔

(۷) غلطی کی اصلاح کا طریقہ بیان کرنا، ابن عباس آپ کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے، آپ نے انہیں پیچھے سے داہنی جانب پھیرلیا۔

(۸) قیام اللیل کی فضیلت واہمیت خصوصاً آدھی رات کے بعد اس کا اہتمام کرنا۔

(۹) ابن عباس کی فضیلت، قوۃ فہم، دین سیکھنے کی ان کے اندر تڑپ اور اس معاملہ میں حلم وبردباری کا مظاہرہ۔ [دیکھئے فتح الباری ۲/ ۵۶۳]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچوں کے ساتھ رحمت ومروت کا معاملہ کرنا انہیں بوسہ دینا اور ان کی خبر گیری کرنا

۱۔ بچہ کے سر کو چھونا اور دعادینا:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے انہیں گود اٹھاتے ان کا سر اپنے ہاتھ سے چھوتے ان کو دعاؤں سے نوازتے تھے، درج ذیل حدیث جس کی شاہد ہے۔

زہرہ بن معبد اپنے دادا عبدالسلام بن ہشام سے روایت کرتے ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ہے ان کی ماں زینب بنت حمید انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بیعت کر لیجئے تو آپ نے جواب دیا ''هو صغير فمسح رأسه ودعاله'' وہ چھوٹے ہیں آپ نے ان کا سر چھوا اور ان کو دعا دی۔

زھرہ بن معبد سے دوسری روایت ہے کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام ان کو لے کر بازار جایا کرتے اور غلہ خریدتے تھے، ابن عمر اور ابن زبیر کی ان سے ملاقات ہوئی ان دونوں نے کہا: ''أشركنا فيه فإن النبي ﷺ قد دعالک بالبركة'' ہمیں بھی شریک رکھئے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لئے برکت کی دعا کی ہے، وہ ان کو شریک کرتے اور مکمل نفع حاصل ہوتا اور تجارت کافی سود مند ثابت ہوتی۔ [بخاری (۲۵۰۱)]

حدیث میں وارد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعامل:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام صحابہ کرام (چھوٹے بڑے مرد وعورت) کا استقبال کرتے۔

(۲) بچہ کی بیعت سے متعلق عورت کی درخواست کو آپ نے بغور سنا اور اس عورت کو جواب دیا، بچہ ابھی چھوٹا ہے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کا سر چھوتے اور دعا دیتے تھے۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برکت کے حصول کے لئے صحابہ کرام اپنی اولاد کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتے اور آپ ان کی تائید کرتے تھے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نابالغ سے بیعت نہیں لیتے تھے۔

فائدہ:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت بڑی عظیم تھی بچہ اور دوسرے لوگوں پر جس کا اثر نمایاں ہوتا تھا۔

۲۔ بیمار بچے کا سر چھونا اور دعا دینا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق کس قدر عالی تھا کہ آپ بچوں کی تیمارداری کرتے اور ان کی شفایابی کی دعا کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں جعد سے روایت ہے ''وہ کہتے ہیں کہ میں نے سائب بن یزید کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''میری خالہ مجھے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں اور کہا کہ اے اللہ کے رسول میری بہن کا لڑکا ہے اس کے پیروں میں درد ہے آپ نے میرا سر چھوا اور میرے لئے برکت کی دعا کی، پھر آپ نے وضو کیا میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا پھر آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہو گیا آپ کے دونوں شانوں کے بیچ مہر نبوت دیکھا جو حجلہ (پرندہ کے انڈا) کے مانند تھی۔ [بخاری (۱۹۰)]

جعید بن عبدالرحمن سے روایت ہے ''میں نے سائب بن یزید کو ۹۴ سال کی عمر میں دیکھا جو نہایت مضبوط، قوی اور متعدل قدو قامت کے تھے وہ کہتے ہیں کہ مجھے پتہ ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت کے نتیجہ میں میری سماعت و بصارت قابلِ صد شکر ہے، میری خالہ مجھے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئی تھیں اور عرض کیا تھا کہ میری بہن کا لڑکا درد میں مبتلا ہے آپ اس کے لئے دعا کر دیں آپ نے مجھ کو اپنی دعا سے نوازا تھا۔ [بخاری (۱۹۰)]

حدیث میں وارد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعامل:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام صحابہ کرام مرد وزن، چھوٹے بڑے کا استقبال کرتے تھے۔

(۲) مریض بچہ کے سر پر ہاتھ رکھتے تھے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار بچہ کو برکت کی دعا دیتے تھے۔

فائدہ:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت کا صحابی پر اچھا اثر مرتب ہوا۔

(۲) صحابہ کرام کا حسن تعامل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہونے میں بہترین ادب، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

(۳) آپ کے جسم مبارک سے جدا ہونے والی چیز سے برکت کا حصول جائز ہے، صحابی نے وضو کے پانی سے برکت حاصل کی۔

(۴) چھوٹے کم سن صحابی کی ذہانت اور عقلمندی کا ثبوت جس نے مہر نبوت دیکھنے کی کوشش کی۔

۳۔ شفقت ومحبت میں بچوں کے گال چھونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفقت و محبت کے ساتھ چھوٹے بچوں کا رخسار چھوتے اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے تھے، مذکورہ حدیث کی روشنی میں اس بات کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے:

صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی، پھر آپ اپنے گھر گئے، میں بھی آپ کے ساتھ گیا، کچھ بچے آپ کے

سامنے آئے ان میں سے میرا ایک اور بچہ کا رخسار آپ نے چھوا۔ راوی کہتے ہیں: ’’فوجدت يده بردا أوريحا كأنما أخرجها من جؤنة عطار‘‘ [مسلم (٦٠٥٢)] آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک یا خوشبو مجھے محسوس ہوئی گویا آپ نے اپنا ہاتھ کسی عطار کے برتن سے نکالا ہو۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) نبی ﷺ ظہر کی ادائیگی کے بعد مسجد سے نکلتے اور بچوں کا استقبال کرتے تھے۔

(۲) نبی ﷺ اپنے دست مبارک سے اُن بچوں کا گال چھوتے تھے۔

(۳) حسن اخلاق، رحمت ومروت کا بچوں کے ساتھ معاملہ کرنا۔

(۴) بچوں کی حاجت کے مطابق نبی ﷺ ان کا خیال رکھتے تھے انہیں بوسہ دیتے، انکا سر چھوتے، ان کا رخسار چھوتے، ان کو اپنی ران پر بٹھاتے، ان کے ساتھ ہنسی وتفریح کرتے وغیرہ۔

فائدہ:

(۱) اپنے ساتھیوں کی رعایت کرنا، اسی لئے آپ نے اپنے ہاتھ سے جابر بن سمرہ کے رخسار کو چھوا۔

(۲) نبی ﷺ بہت بابرکت تھے آپ کے ہاتھ اور جسم سے بہت عمدہ اور پاکیزہ خوشبو پھوٹتی تھی۔

۴۔ بچوں کے رونے کے سبب نماز ہلکی کردینا

نبی ﷺ اللہ کی عبادت میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے نماز کی پابندی کا ان سے زیادہ کسی سے تصور نہیں کیا جاسکتا، بچوں کی رعایت کا یہ عالم تھا کہ ان کے رونے کی آواز سن کر نماز میں تخفیف کردیا کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں ابوقتادہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ’’إني لأقوم في الصلاة أريد أن أطول فيها فأسمع بكاء الصبي فاتجوز في صلاتي كراهية أن أشق على أمه‘‘ [بخاری (٧٠٧)] لمبی نماز پڑھنے کے لئے میں کھڑا ہوتا ہوں، بچے کے رونے کی آواز سن کر اپنی نماز مختصر کردیتا ہوں اس کراہیت سے کہ اس کی ماں پر شاق نہ گزرے۔

انس بن مالک کہتے ہیں: میں نے کسی امام کے پیچھے نبی ﷺ سے زیادہ ہلکی اور مکمل نماز نہیں پڑھی، بچے کی رونے کی آواز سن کر آپ ﷺ نماز میں تخفیف کردیا کرتے تھے، کہیں اس کی ماں فتنہ کا شکار نہ ہوجائے۔ [بخاری (٧٠٨)]

انس بن مالک سے صحیح بخاری میں حدیث مروی ہے کہ ’’نبی ﷺ نے کہا: ’’إني لأدخل في الصلاة وأنا أريد أطالتها فأسمع بكاء الصبي فاتجوز في صلاتي مما أعلم من شدة وجدانه من بكاءه‘‘ [بخاری (٧٠٩)] نماز میں داخل ہوتے وقت میرا ارادہ ہوتا ہے کہ نماز کو طویل کروں، بچے کے رونے کی آواز سن کر میں اپنی نماز مختصر کردیا کرتا ہوں، مجھے پتہ ہے کہ اس کے رونے سے ماں کو شدید رنج وغم ہوتا ہے۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) نبی ﷺ تمام صحابہ کے حالات وکوائف کی رعایت کرتے تھے۔

(۲) بچوں کے ساتھ نرمی وشفقت کا برتاؤ کرنا آپ کی عادت تھی۔

(۳) نبی ﷺ بچوں پر پوری توجہ صرف کرتے تھے ان کا زبردست اہتمام کرتے یہاں تک کہ دورانِ نماز ان کا خیال رکھتے تھے۔

(۴) چھوٹے بڑے تمام صحابہ کرام کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے۔

فائدہ:

(۱) نبی ﷺ مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دیتے

تھے، آپ نے اس کا طریقہ یہ بیان کیا کہ مردوں کی صف مسجد کے اگلے حصہ میں ہوگی اور عورتوں کی صف آخری اور پچھلے حصہ میں ہوگی ''خیر صفوف الرجال أولها وشرها آخرها'' [صحیح مسلم (۴۴۰)] مردوں کی سب سے بہتر صف اگلی صف ہوتی ہے اور پچھلی صفیں بری ہوتی ہیں۔

(۲) مقتدیوں اور تمام لوگوں کے ساتھ نرمی اور سہولت برتنا ان کی مصلحت کا پورا خیال کرنا ان کو تکلیف ومشقت سے بچانا۔

(۳) نبی ﷺ نے اپنی امت کو اس بات پر متنبہ کر دیا کہ اگر بچہ کے رونے کی آواز سنی جائے تو نماز میں تخفیف کر دی جائے۔

(۴) مسجدوں میں بچوں کو آنے کی اجازت دینا۔

(۵) نماز میں خشوع وخضوع کے اسباب پر توجہ دینا۔

۵۔ نواسہ ''ناتی'' کو بوسہ دینا

عرب کے بعض سنگ دل انسان اپنے بچوں کو بوسہ دینے سے گریز کرتے تھے، مگر نبی رحمت ﷺ بچوں پر انتہائی مہربان تھے انہیں قریب رکھتے بوسہ دیتے اور گود میں اٹھا لیتے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے نواسے حسن بن علی کو بوسہ دیا، آپ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا: ''إن لي عشرة من الولد ما قبلت منهم أحداً'' میرے دس لڑکے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی ﷺ نے ان کو دیکھا پھر کہا: ''من لا یرحم لا یُرحم'' [بخاری (۵۹۹۷)] جو رحم نہیں کرتا وہ اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں ہوتا۔

صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: تم لوگ بچوں کو بوسے دیتے ہو، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے، نبی ﷺ نے

کہا: ''أوأملك لك أن نزع الله من قلبك الرحمة'' [بخاری (۵۹۹۸)] اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے رحمت کو نکال دے تو میں اس کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ اپنے نواسہ حسن بن علی کو بچپن میں بوسہ دیتے تھے۔

(۲) بچوں کے ساتھ آپ شفقت سے پیش آتے تھے۔

(۳) غیروں کے سامنے آپ بچوں کو بوسہ دیتے تھے۔

(۴) اعرابی کے اس فعل پر اس کی طرف دیکھ کر آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار کیا، پھر فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا''

(۵) آپ ﷺ نے وضاحت کر دی کہ بچوں کو بوسہ دینا رحمت وشفقت کی علامت ہے۔

فائدہ:

(۱) نبی ﷺ نے بچوں کو بوسہ دینے کی بڑی اہمیت دی ہے، جو ایسا نہ کرے اس کے دل سے رحمت چھن جاتی ہے تو کیا موجودہ دور کے ذمہ داران، مربی حضرات اس کا احساس کرتے ہیں؟ اور اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ اس کو روا رکھتے ہیں؟

(۲) بچہ اور دوسرے محارم یا کسی اجنبی کو بوسہ دینا، انہیں گود لینا اور شفقت ورحمت کی بنا پر جسم سے ملا لینا جائز ہے، نہ کہ لذت وشہوت یا بری نیت سے۔ [فتح الباری ۱۰/۴۴۴]

۶۔ چھوٹی بچیوں کے حالات کی رعایت کرنا:

نبی ﷺ چھوٹی نابالغ بچیوں کے حالات اور مزاج کا خیال رکھتے تھے، ان کے سیر وتفریح کا سامان فراہم کرتے تھے اور اپنی زوجہ کے ساتھ انہیں کھیلنے کی اجازت دیتے تھے۔

صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے''نبی ﷺ کے پاس بچیوں کے ساتھ میں اور میری سہیلیاں کھیلتی تھیں، جب اللہ کے رسول ﷺ داخل ہوتے وہ آپ سے چھپ کر گھر میں داخل ہوجاتیں، آپ انہیں میرے حوالہ کردیتے اور کھیلنے کی اجازت دیتے تھے۔[بخاری(۶۱۳۰)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ بذات خود عائشہ کی سہیلیوں کو ان کے پاس کھیلنے کے لئے بھیجتے تھے۔
(۲) آپ ﷺ چھوٹے بڑے ہر ایک کے ساتھ حسن خلق کا معاملہ کرتے تھے۔
(۳) اپنی کم سن بیوی کے ساتھ لطف وکرم اور حسن معاشرت سے پیش آتے تھے۔
(۴) کم سن چھوٹے بچوں، بچیوں کے حالات اور مزاج کا خیال رکھتے اور ان کی چاہت کی رعایت کرتے تھے۔
(۵) اپنی بیوی کو ان کی سہیلیوں کے ساتھ کھیل وتفریح کرنے کی اجازت دیتے۔
(۶) بیوی کو کھلونے بنانے کی اجازت دیتے۔

فائدہ:

عورتوں کو بچپن میں تربیت اور ٹریننگ دینا کہ وہ اپنی اور اپنے گھر کی نگہداشت اور اولاد کی تربیت کرسکیں۔

۷۔چھوٹے بچہ کی موت پر نبی ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں:

زندگی میں خوشی اور غم کا لاحق ہونا فطری امر ہے کسی کی موت پر دل غمگین ہوجائے، آنکھ اشکبار ہوجائے مگر زبان سے ایسی بات نہ نکلے جس پر اللہ ناراض ہو، یہ نبی ﷺ کا طریقہ اور آپ کی سنت ہے۔اپنے چھوٹے بچے کی موت پر آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو بچوں سے بے حد محبت تھی، ملاحظہ کریں صحیح بخاری کی حدیث

جس کو انس بن مالک نے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں:''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف القین کے یہاں گئے (جو ابراہیم کی دودھ پلانے والی ماں''خولہ بنت المنذر'' کے شوہر تھے) رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کو اپنی گود میں لیا انہیں بوسہ دیا اور ان کو سونگھا، پھر اس کے بعد ہم ان کے پاس گئے، ابراہیم زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے، نبی ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، عبدالرحمن بن عوف نے ان سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا یہ حال ہے؟ آپ نے جواب دیا:''یا ابن عوف إنها رحمة ثم اتبعها باخرى فقال ﷺ ''إن العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول إلا مايرضى ربنا' وإنا بفراقك يا ابراهيم لمحزونون''[بخاری(۱۳۰۳)] ابن عوف یہ تو رحمت ومروت کی دلیل ہے، پھر آپ نے دوسری بات فرمایا اور آپ ﷺ نے کہا: آنکھیں اشک بار ہوجاتی ہیں، دل غمگین ہوتا ہے، مگر زبان سے وہی بات نکلتی ہے جس سے ہمارا رب راضی ہو، ابراہیم تمہاری جدائی گہرے رنج والم کا باعث ہے۔

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''ولدلي الليلة غلام فسميته باسم أبي ابراهيم''رات میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا، میں نے اپنے باپ ابراہیم کے نام سے اسے موسوم کیا ہے۔پھر اسے ام سیف' قین کی بیوی کے حوالہ کردیا، نبی ﷺ ان کی طرف جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ گیا، ہم ابوسیف کے پاس پہنچے وہ اپنی بھٹی پھونک رہے تھے، گھر دھواں سے بھرا ہوا تھا، میں تیزی سے چل کر آپ سے پہلے پہنچا اور ابوسیف سے کہا: رک جاؤ، رسول اللہ ﷺ آرہے ہیں وہ رک گئے۔نبی ﷺ نے بچہ کو طلب کیا اور اپنے سینے سے ملالیا اور اللہ کی مشیئت کے مطابق کچھ کہا۔انس کہتے ہیں کہ میں نے بچہ کو دیکھا رسول اللہ ﷺ کے سامنے دم توڑنے کے قریب تھا' آپ کی دونوں آنکھیں اشکبار تھیں آپ نے اظہار غم میں ارشاد فرمایا:''تدمع العين ويحزن القلب ولانقول إلا ما يرضى ربنا والله يا ابراهيم إنا بك لمحزونون''[مسلم(۲۰۲۵)] آنکھ سے آنسو جاری

ہے، دل غم سے نڈھال ہے، زبان سے ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اللہ کی قسم اے ابراہیم ہم تمہاری وجہ سے بے حد صدمہ میں ہیں۔

حدیث میں وارد نبی کریم ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کو بوسہ دیا اور پیدائش کے دن ہی ان کا نام (ابراہیم) نبی کے نام سے موسوم کیا۔

(۲) نبی ﷺ اپنے چھوٹے بچہ کی عیادت کرنے اس کی مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) کے گھر گئے۔

(۳) نبی ﷺ اہل خانہ اور بچوں کے ساتھ رحمت ومروت سے پیش آتے تھے۔

(۴) اپنے بیٹے کی عیادت کے لئے مرض الموت میں نبی ﷺ صحابہ کرام کو ساتھ لے کر گئے۔

(۵) اپنے بیٹے ابراہیم کی موت پر آپ ﷺ بہت غمگین ہوئے اور آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

(۶) بیٹے کی موت پر صبر کا مظاہرہ کرنا۔

(۷) قسم کے ذریعہ تاکیدی طور پر ابراہیم کی موت پر اپنے غم کا اظہار کیا۔

فائدہ:

(۱) نبی ﷺ اپنے رب کے ساتھ ادب کا برتاؤ کرتے تھے، آپ نے کہا ہم ایسی بات نہیں کہتے جس سے رب ناراض ہو۔

(۲) اپنے بیٹے کی موت پر مصیبت کے وقت آپ غمگین ہوئے مگر صرف آنکھ کی نمی اور دل کے صدمہ پر وہ غم موقوف تھا۔

(۳) مصیبت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی اقتدا مشروع ہے۔

(۴) نبی ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کو دودھ پلانے کے لئے ابوسیف کے گھر چھوڑا۔

۸۔ چھوٹے بچوں کی موت پر رحمت کا برتاؤ

نبی ﷺ چھوٹے بچوں کی موت پر رحمت وشفقت کا برتاؤ کرتے اور جانکنی کے عالم میں صبر کی تلقین کرتے اور موت واقع ہونے پر دعا کی تعلیم دیتے تھے، درج ذیل حدیث اس کی بہترین مثال ہے۔

صحیح بخاری میں اسامہ بن زید سے روایت ہے ''نبی ﷺ کی بیٹی نے آپ کو اطلاع دی' کہ میرا بیٹا موت کے قریب ہوگیا ہے، آپ آجایئے، آپ نے انہیں سلام بھیجا اور دعا دی''إن لله ما أخذوله ما أعطى وكل شيءٍ عنده باجل مسمىٰ فلتصبر ولتحتسب ''سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے جو دیا ہے اور جسے لے لیا ہے، اللہ کے یہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے، صبر سے کام لو اللہ سے اجر کی امید رکھو' راوی کہتے ہیں کہ بیٹی نے پیغام دیا اور آپ کے آنے پر اصرار کیا۔ نبی ﷺ تیار ہوگئے، آپ کے ساتھ سعد بن عبادۃ، معاذ بن جبل، اُبی بن کعب، زید بن ثابت، اور کچھ لوگ گئے، بچہ نبی ﷺ کے پاس لایا گیا اس کا دَم گھٹ رہا تھا، آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں، سعد کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا:''هذه رحمة جعلها الله في قلوب عباده وإنما يرحم الله من عباده الرحماء'' [بخاری (۱۲۸۴)] یہی رحمت واحسان ہے اللہ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے رحم دل بندوں پر اپنی رحمت ونعمت نچھاور کرتا ہے۔

حدیث میں وارد نبی کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ اپنی بیٹی کی درخواست قبول کرتے اور اس کے بچہ کی جانکنی کے عالم میں حاضر ہوتے تھے۔

(۲) اپنی بیٹی اور اس کے بچہ کی تیمارداری میں اپنے ساتھ کبار صحابہ کو لے کر جاتے تھے۔

(۳) چھوٹے بیمار بچہ کو اپنی گود میں اٹھا لیتے تھے۔

(۴) چھوٹے بچہ کی پریشانی کو دیکھ کر آپ کا دل نرم اور آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔

(۵) چھوٹے بچہ کو آپ ﷺ بڑی اہمیت دیتے تھے۔

(۶) نبی ﷺ نے امت کو یہ درس دیا کہ کسی کی موت پر آنکھوں سے اشک نکل جانا، دل کا غم گین ہونا، حرام اور مکروہ نہیں بلکہ یہ رحم دلی کی علامت اور فضیلت کی بات ہے۔

فائدہ:

(۱) نبی ﷺ گفتگو سے پہلے سلام کرتے تھے۔

(۲) نبی ﷺ سے سوال کرنے میں صحابہ کرام کا حسن ادب، آپ سے پوچھا ''اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟

(۳) اللہ کی مخلوق کے ساتھ شفقت و نرمی کرنے پر ترغیب دینا، سخت دلی اور آنکھ کے جمود سے ڈرانا۔

(۴) اللہ نے جن کو فضل و کرم سے نوازا ہے انہیں چاہیے کہ لوگوں کو اس فضل سے محروم نہ کریں اگرچہ پہلی مرتبہ ان کو روک دیا گیا ہو۔

(۵) نبی ﷺ نے اپنی بیٹی کی درخواست کو قبول کیا۔

۹۔ گود میں بچہ کے پیشاب کرنے پر حسن تعامل کا مظاہرہ

بچوں کے ساتھ نبی ﷺ ملاطفت اور نرمی کا معاملہ کرتے یہاں تک بعض بچوں نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا آپ نے خوش اسلوبی کے ساتھ پانی طلب کیا اور پیشاب پر پانی ڈال دیا، کیوں کہ بچہ کا پیشاب کر دینا عام سی بات ہے جس سے احتراز ممکن نہیں، درج ذیل احادیث کی روشنی میں آپ کے برتاؤ کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ ''نبی ﷺ کے پاس

بچوں کو لایا جاتا تھا آپ ان کو دعا دیتے تھے ایک مرتبہ ایک بچہ آپ کی خدمت میں حاضر کیا گیا جس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، آپ نے اس کپڑے کو دھلا نہیں بلکہ اس پر پانی چھڑک دیا''۔[بخاری (۶۳۵۵)]

صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''نبی ﷺ نے تحنیک کے لئے ایک لڑکے کو گود میں لیا جس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی طلب کیا اور اس پر چھڑک دیا''[بخاری (۶۰۰۲)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ چھوٹے بڑے تمام لوگوں کے ساتھ خوشگوار زندگی گزارتے تھے۔

(۲) نبی ﷺ بچوں کو گود میں اٹھا کر تواضع و خاکساری کا اظہار کرتے تھے۔

(۳) بچوں کے ساتھ شفقت و مروت کا معاملہ کرتے اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آتے تھے۔

(۴) آپ کی گود یا کپڑے پر بچے نے پیشاب کر دیا جس پر نہ تو آپ برہم ہوئے اور نہ ڈانٹا جھڑکا۔

(۵) بلا تفریق بچوں کے ساتھ آپ اچھا برتاؤ کرتے تھے۔

(۶) اپنی تمام تر مشغولیات کے باوجود بچوں کا خاص خیال رکھتے اور ان کو پورا وقت دیتے ان کو تحنیک کرتے اور دعا دینے کا اہتمام کرتے تھے۔

فائدہ:

(۱) کپڑے پر پیشاب لگتے ہی پانی چھڑکنے میں جلدی کرنا چاہیے۔

(۲) بچہ (لڑکا) کے پیشاب کی نجاست ہلکی ہوتی ہے دودھ پینے والے لڑکے کے پیشاب کی نجاست زائل کرنے کے لئے پانی چھڑکنا کافی ہے بہت سی احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

(۳) امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں بچوں کے ساتھ حسن معاشرت، نرمی، تواضع اور آسانی برتنے کی حدیث میں تاکید کی گئی ہے۔[شرح النووی علی صحیح مسلم ۲/۱۹۷]

۱۰۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورت کا استقبال کرتے اس کے مریض بچہ کے ساتھ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مریض کی عیادت اس کی دیکھ بھال پر پوری توجہ صرف کی ہے اس کے فضائل بیان کئے ہیں اور تیمارداری کے عمل کو دخول جنت کا سبب قرار دیا ہے۔آپ کے پاس بسااوقات کوئی عورت اپنا مریض بچہ لے کر آتی آپ اس کا استقبال کرتے اور دعا سے نوازتے تھے حدیث ملاحظہ کریں:

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت اپنے مریض بچہ کو لے کر آئی اور کہا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو دعا کر دیجئے، میں نے اپنے تین بچوں کو دفن کر دیا ہے، آپ نے کہا: تم نے تین بچوں کو دفنایا ہے؟ وہ کہتی ہے: ہاں آپ نے فرمایا:''لقد احتظرتِ بحظارِ شدید من النار''[مسلم(۶۷۰۳)] تو نے اپنے لئے جہنم سے زبردست حصار اور دیوار بنا رکھا ہے۔

حدیث میں موجود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ:

(۱) عورت کا اس کے مریض بچہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استقبال کرتے تھے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرنے کی درخواست سنتے تھے اور اس کی تعمیل کرتے تھے، عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے باخبر کیا کہ وہ تین اولاد دفن کر چکی ہے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت سے تینوں بچوں کے دفنانے کا سوال کیا۔

(۴) جس عورت نے تین بچوں کو دفنایا تھا اس کو آپ نے عظیم بشارت سنائی کہ اس عورت نے جہنم سے بچاؤ کا زبردست انتظام کر رکھا ہے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو بھی آتا تھا آپ اس کا خیال رکھتے تھے۔

فائدہ:

اولاد کی موت پر صبر کرنا اور اس پر اللہ سے اجر کی امید رکھنا بڑے اجر وثواب کا باعث ہے یہی اولاد اپنے والدین کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گے۔

۱۱۔جنین کی حفاظت کے پیش نظر حاملہ عورت پر حد قائم کرنے میں تاخیر کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے ساتھ بڑے مہربان تھے ان کی نفسیات کا مکمل لحاظ رکھتے تھے، حد قائم کرنا اسلامی حکم ہے، اس سے سوسائٹی میں امن وامان قائم ہوتا ہے، بے حیائی اور برائی کا خاتمہ ہوتا ہے، اسلامی شریعت نے عورت پر حد جاری کرنے کے سلسلہ میں پیٹ میں پرورش پانے والے جنین اور گود میں دودھ پیتے بچہ کی رعایت ونگہداشت کو مقدم کرتے ہوئے حد کو موخر کر دیا ہے۔حدیث ملاحظہ کریں:

صحیح مسلم میں عامر بن مالک اسلمی سے مروی ہے:''وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے مجھ سے زنا سرزد ہو گیا، میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں آپ نے انہیں واپس کر دیا، وہ دوسرے دن حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے زنا کا اعتراف کیا، دوسری مرتبہ بھی آپ نے انہیں لوٹا دیا، ان کی قوم کے لوگوں سے ان کے بارے میں دریافت کیا''أتعلمون بعقله باسا تنکرون منه شيئاً''ان کا دماغی توازن کیسا ہے؟ ہوش وحواس درست ہیں یا نہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: عقلمند اور صالح آدمی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وہ تیسری مرتبہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ان کی قوم سے ان کے بارے میں دریافت کیا: لوگوں نے کہا: ان کی عقل درست ہے اور اپنے قول میں سچے ہیں، جب وہ چوتھی بار آئے آپ نے ایک گڈھا کھدوایا اور انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد غامدیہ عورت آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے زنا سرزد ہو گیا ہے مجھے پاک کر دیجئے، آپ نے

انہیں بھی لوٹا دیا، دوسرے دن اس خاتون نے کہا کہ آپ مجھے کیوں لوٹا رہے ہیں؟ جس طرح ماعز کو لوٹایا تھا شاید اسی طرح مجھے بھی لوٹا رہے ہیں، اللہ کی قسم میں حاملہ ہوگئی ہوں آپ نے یہ سن کر کہا: ابھی حد جاری کرنا ممکن نہیں، تم جاؤ یہاں تک کہ ولادت ہوجائے، وضع حمل کے بعد غامدیہ عورت بچہ کو ایک پیوند میں لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ پیدائش کا مرحلہ مکمل ہو چکا، آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور رضاعت کی مدت مکمل کرو، دودھ چھڑانے کے بعد وہ بچہ لے کر حاضر ہوئیں جس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میں نے دودھ کی مدت مکمل کر لی ہے اور یہ بچہ کھانے لگا ہے، نبی ﷺ نے بچہ کو ایک مسلمان کے حوالہ کر دیا اور حکم دیا کہ سینہ کی گہرائی تک گڈھا کھود کر اسے رجم کر دو۔ خالد بن ولید نے اس کے سر پر ایک پتھر مارا جس سے خون کا چھینٹا ان کے چہرہ پر پڑ گیا، خالد رضی اللہ عنہ نے اس غامدیہ عورت کو گالی دیدیا، نبی ﷺ نے اس گالی کو سن کر فرمایا: ''مهلا یا خالد فوالذی نفسی بیده لقد تابت توبة لو تابها صاحب مکسٍ لغفر له'' ٹھہرو خالد! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے تو ایسی سچی توبہ کی ہے اگر بھیانک سے بھیانک گناہ کرنے والا ایسی توبہ کرے تو اس کی بھی مغفرت ہوجائے۔ پھر آپ نے اس کے جنازہ کا حکم دیا اور اسے دفن کر دیا گیا۔ [مسلم (۴۴۳۲)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) نبی ﷺ نے جنین کی حفاظت کے پیش نظر غامدیہ عورت (جس سے زنا واقع ہوا تھا) کو یہ رہنمائی کی کہ وہ اپنے گھر جائے یہاں تک کہ وضع حمل ہوجائے۔

(۲) چھوٹے اور معصوم بچہ کو ولادت کے بعد آپ ﷺ نے بڑی اہمیت دی اس کی ماں کو مدت رضاعت مکمل کرنے کا حکم دیا۔

(۳) حد قائم کرنے سے پہلے آپ نے مکمل چھان بین اور تاکید سے کام لیا اور بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھ کر اس کی ماں کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

فائدہ:

(۱) حاملہ عورت کو رجم کرنا جائز نہیں، جب تک وضع حمل نہ ہوجائے۔

(۲) شادی شدہ عورت سے اگر زنا کا صدور ہوجائے تو اسے رجم کیا جائے گا۔

(۳) جنین کی حفاظت و رعایت کرنے میں دین اسلام کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کیوں کہ ماں کے پیٹ میں جنین کی حفاظت کا اسلام حکم دیتا ہے، پیدائش کے بعد مدت رضاعت کو مکمل کرنے کی ہدایت دیتا ہے پھر اس کی تاکید و تحقیق چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان سچ ہے: ''و لاتزر وازر وزر اخری'' [الانعام: ۱۶۴] (اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا)

۱۲۔ حالتِ نماز میں نواسی کو گود میں اٹھانا

صحیح بخاری میں ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو حالتِ نماز میں گود میں اٹھا لیتے تھے جب سجدہ کرنا ہوتا انہیں زمین پر رکھ دیتے اور جب قیام کرتے اٹھا لیتے تھے۔ [بخاری (۵۱۶)]

نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے۔

(۲) بچوں اور ان کے والدین کی دلجوئی کے لئے نبی ﷺ انکا اکرام کرتے تھے۔

(۳) بچوں اور کمزوروں کے ساتھ تعامل کرنے میں آپ تواضع اختیار کرتے تھے ان کے ساتھ رحمت اور نرمی کا معاملہ کرتے تھے۔

(۴) حالت نماز میں بچوں کے ساتھ نبی ﷺ کا یہ برتاؤ جس وقت وہ اپنے رب سے مناجات کرتے تھے تو نماز سے باہر کس طرح کا برتاؤ ہونا چاہیے۔

(۵) نبی ﷺ بچوں کے احوال کی رعایت کرتے تھے۔

(۶) نبی ﷺ کے دل میں بچوں کی بے پناہ محبت ہوتی تھی۔

فائدہ:

(۱) جو شخص حالت نماز میں کسی بچی یا پاک جانور یا پرندہ کو گود میں لے لے اس کی نماز صحیح ہوگی فاسد ہونے کی دلیل نہیں ہے۔[شرح النووی علی صحیح مسلم ۳/ ۵/ ۳۲]

(۲) بچوں کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے۔[فتح الباری ۱/ ۵۰۷]

۱۳۔ اپنے نواسہ اور دوسرے بچوں کو گود میں اٹھانا اور ان سے محبت کا اظہار کرنا:

صحیح بخاری میں اسامہ بن زید سے مروی ہے ''رسول اللہ ﷺ مجھ کو اور حسن کو گود میں اٹھاتے اور کہتے تھے ''اللھم أحبھما فإنی أحبھما'' [بخاری (۳۷۳۵)] اے اللہ ان دونوں سے محبت کر، کیوں کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔

صحیح بخاری میں اسامہ بن زید سے مروی ایک دوسری حدیث میں ہے: ''رسول اللہ ﷺ مجھ کو گود میں لیتے اور اپنی ران پر بٹھا لیتے اور دوسری ران پر حسن کو بٹھاتے، پھر ان دونوں کو ملا لیتے اور کہتے: ''اللھم ارحمھما فإنی أرحمھما'' [بخاری (۶۰۰۳)] اے اللہ ان دونوں پر رحم کر بے شک میں ان پر رحم کرتا ہوں۔

براء بن عازب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا حسن بن علی آپ کی گردن پر تھے آپ کہہ رہے تھے ''اللھم إنی أحبه فاحبه'' [بخاری (۳۷۴۹)] اے اللہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھنا۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ بغیر کسی تفریق کے تمام بچوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے تھے۔

(۲) کم سن صحابہ کرام مثلاً نواسہ کو نبی ﷺ اپنی گردن پر اٹھاتے تھے، حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی ران پر بٹھاتے اور کبھی کندھے پر اٹھاتے۔

(۳) بہت سے مواقع پر نبی ﷺ حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کا اظہار کرتے تھے۔

(۴) بچوں اور نواسوں کے ساتھ حسن تعامل کرنے میں نبی ﷺ نے امت کو عظیم درس دیا آپ ان کا بڑا خیال رکھتے تھے، کیا ہماری عملی زندگی میں یہ برتاؤ موجود ہے؟

(۵) بہت سارے مواقع پر نبی ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ کو دعائیں دی ہیں۔

(۶) چھوٹے بچوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں آپ تواضع سے کام لیتے تھے۔

(۷) نبی ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما سے محبت کا اظہار کیا اور ان دونوں کو اپنی گود میں لے کر امت کو عظیم درس دیا آپ مسلمانوں کے مابین تفریق کے قائل نہ تھے اور جاہلیت کے مزاعم کو چکنا چور کر دیا تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟۔

فائدہ:

نبی ﷺ کی وفات کے وقت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر زیادہ سے زیادہ ۸ سال تھی، نبی ﷺ کی زندگی ہی میں اسامہ بڑے ہو چکے تھے آپ نے انہیں ایسی فوج کا امیر مقرر کیا تھا جس میں کبارِ صحابہ مثلاً عمر رضی اللہ عنہ شامل تھے، ایک جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ نبی ﷺ کی موت کے وقت ان کی عمر ۲۰ سال تھی، واقدی نے مغازی میں ذکر کیا ہے: ''رسول اللہ ﷺ کی وفاۃ کے وقت اسامہ کی عمر ۱۹ سال تھی۔ قوی احتمال ہے کہ اسامہ سن بلوغت میں قدم رکھ چکے تھے جب کہ حسن رضی اللہ عنہ دو سال کے تھے، اسامہ کو گود میں بٹھانے کی کوئی خاص وجہ رہی ہوگی یا تو وہ بیمار تھے، نبی ﷺ ان کی بیمار پرسی کر رہے تھے، دلاسہ کے لئے ان کو گود میں بٹھا لیا اور حسن رضی اللہ عنہ پہنچ گئے تو ان کو دوسری ران پر بٹھا لیا اور یہ سبب بیان کیا کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔[فتح الباری ۱۰/ ۴۴۹]

۱۴۔جنگ میں شرکت سے منع کر کے چھوٹوں پر شفقت کرنا

صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے احد کے دن پیش کیا گیا جب میری عمر ۱۴ سال تھی تو آپ نے مجھے شرکت کی اجازت نہیں دی، پھر خندق کے روز مجھے ۱۵ سال کی عمر میں پیش کیا گیا، آپ نے مجھے اجازت دیدی، نافع کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور حدیث بیان کیا اس وقت آپ خلیفہ تھے: انہو ں نے کہا: ''إن هذا لحد بين الصغير والكبير'' [بخاری (۲۶۶۴)] چھوٹے اور بڑے میں یہی حد فاصل ہے اور اپنے عمال کو حکم نامہ جاری کیا کہ جن کی عمر ۱۵ ر سال ہو جائے اور معرکۂ جنگ میں حاضری دے تو فوجیوں کے رجسٹر میں اس کا وظیفہ مقرر کردو۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ کم سنی وغیرہ کی وجہ سے غزوہ میں شرکت سے روکتے تھے۔

(۲) کم سن کی رعایت کرنا آپ کی سنت تھی خصوصاً جب وہ رغبت کے بعد بھی قتال میں شریک ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔

فائدہ:

(۱) نبی ﷺ بذاتِ خود فوجیوں کا انتخاب اور مجاہدین کی تعیین کرتے تھے۔

(۲) نبی ﷺ نے جہاد میں شرکت کے لئے صلاحیت کی تحدید کی ہے۔

(۳) کم سنی کیوجہ سے اگر کسی کو جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی تو بڑے ہونے کے بعد انہیں اجازت دیدی گئی۔

(۴) کم سنی کے باوجود صحابہ کرام جہاد میں شرکت کے لئے مسابقہ کرتے تھے۔

نبی ﷺ چھوٹے بچوں کی قدر کرتے اوران کو اہمیت دیتے تھے

۱۔ داہنی جانب موجود بچہ کو بوڑھوں پر مقدم رکھنا

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ کو پینے کا مشروب پیش کیا گیا، آپ نے پی لیا، آپ کے داہنے ایک غلام اور بائیں جانب بوڑھے لوگ تھے آپ نے لڑکے سے پوچھا کیا تم اجازت دیتے ہو کہ ان بوڑھوں کو دیدوں؟ لڑکے نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کے علاوہ کسی اور کو اپنے حصہ پر ترجیح نہیں دے سکتا، راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر لڑکے کو دیدیا۔[بخاری (۲۴۵۱)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھنے میں نبی ﷺ تواضع اختیار کرتے تھے مجلس میں چھوٹے بڑے ہر طرح کے لوگ ہوتے تھے آپ اپنے آپ کو کسی طرح ان سے نمایاں اور ممتاز نہیں کرتے تھے نہ جگہ میں نہ لباس وغیرہ میں۔

(۲) نبی ﷺ بچوں کو اپنی مجلس اور اپنے بغل میں بیٹھنے کی اجازت دیتے تھے۔

(۳) نبی ﷺ بچوں کی رعایت اور ان کا احترام کرتے تھے اسی لئے اس بچہ سے اجازت چاہی کہ پینے کا برتن اپنے بعد بڑوں کو دے دیں۔

(۴) نبی ﷺ نے لڑکے کا جواب بغور سنا اس کی اجازت کے بغیر بڑوں کو پینے کی اجازت نہیں دی۔

(۵) نبی ﷺ نے برتن دینے میں بچہ کو مقدم رکھا، یہ جاننے کے بعد کہ بچہ رسول کے

علاوہ کسی کو اپنے نفس پر ترجیح نہیں دے گا۔

(۶) آپ ﷺ کے حسن خلق کا یہ اثر ہوا کہ تمام صحابۂ کرام کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگئی آپ سے قریب ہونے اور آپ کے معاً بعد پینے کا ان کے اندر شوق پیدا ہوگیا۔

فوائد:

(۱) نبی ﷺ صحابۂ کرام کی ہم نشینی اختیار کرتے تھے۔

(۲) نبی ﷺ بوڑھوں کی تالیف قلب کیا کرتے تھے ان سے محبت کا اظہار کرتے، ان کو مقدم رکھتے اِلا یہ کہ سنت میں اس کی ممانعت وارد ہو۔

(۳) داہنی جانب کو بائیں جانب پر مقدم کرنے میں کم سنی مانع نہیں ہوتی۔

(۴) پینے وغیرہ میں داہنے سے آغاز کرنا سنت ہے۔

(۵) داہنے سے آغاز کا اعتبار پینے والے سے ہوگا نہ کہ معطی (پلانے والے) سے۔

(۶) اہل خانہ کی تربیت کا بچہ پر گہرا اثر ہوتا ہے۔آپ ﷺ نے کم سن صحابی سے پورے اعتماد اور شیریں لہجہ میں اس کے حق کا مطالبہ کیا۔

۲۔ چھوٹے مجاہدین کی بات سننا اور ان کا استقبال کرنا

صحیح بخاری میں عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: ''بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا، میں نے اپنے داہنے اور بائیں دیکھا کہ میں دو کم سن انصاری لڑکوں کے بیچ ہوں، میری تمنا تھی کہ میں ان کے بدلے مضبوط اور قوی جوانوں کے درمیان ہوتا، ان میں سے ایک نے میری جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: چچا کیا آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، بھتیجے تم کو اس کی کیا ضرورت ہے؟ اس نے کہا: میں نے سنا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے، قسم اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا، میرا

جسم اس سے الگ نہیں ہوگا یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہے وہ مرجائے، مجھے اس پر تعجب ہوا، دوسرے لڑکے نے بھی ٹھیک وہی بات کہی، کچھ لمحہ بعد میں نے ابوجہل کو لوگوں کے بیچ اچھلتے ہوئے دیکھا، میں نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کو تم تلاش رہے ہو، وہ دونوں اپنی تلوار لے کر تیزی سے لپکے، اس پر وار کیا یہاں تک کہ اسے قتل کردیا۔ پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آگئے اور نبی ﷺ کو اس کی خبر دی آپ نے کہا: ''أیکما قتله'' ؟تم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا؟ ہر ایک کا جواب تھا میں نے،آپ نے سوال کیا: ''هل مسحتما سیفیکما''؟ کیا تم دونوں نے اپنی تلوار صاف کردیں؟ دونوں نے کہا: نہیں، آپ نے دونوں کی تلوار دیکھا اور فرمایا: ''کلاکما قتله'' تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔[بخاری (۳۱۴۱)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) نبی ﷺ کم سن صحابۂ کرام کا استقبال کرتے تھے اور ان سے ابوجہل کے قتل کئے جانے کی خبر سنتے تھے۔

(۲) نبی ﷺ نے دونوں لڑکوں سے سوال کیا کہ کس نے ابوجہل کو قتل کیا؟ آپ نے ان دونوں کے جواب کو سنا۔

(۳) نبی ﷺ ابوجہل کے قتل کی تاکید و تحقیق کرتے تھے، آپ نے ان دونوں سے سوال کیا کہ کس نے قتل کیا ہے؟ پھر آپ نے دونوں کی تلوار دیکھا۔

(۴) دونوں لڑکوں کو نبی ﷺ نے دلاسا دیا، حوصلہ افزائی کی اور ڈھارس بندھائی اور فرمایا کہ تم دونوں نے قتل کیا ہے۔

(۵) نبی ﷺ کی حسن تربیت کا یہ اثر تھا کہ کم سن صحابہ کے دلوں میں آپ کی محبت جاگزیں ہوجاتی تھی اور آپ کا دفاع کرنے کے لئے بے تاب نظر آتے تھے۔

۳۔ چھوٹے بچے کو رازدار بنانا

نبی کریم ﷺ معاشرہ کے تمام طبقہ کا خیال رکھتے تھے اور مستقبل کے لئے ان کو علم وتجربہ سے آراستہ وپیراستہ کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ کم سن بچوں کو بعض دفعہ اہم منصب کا رازدار بنانا آپ کی سنت شریفہ تھی۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کیا، مجھ سے رازدارانہ گفتگو کی، میں وہ بات کسی کو نہیں بتا سکتا۔ [مسلم (۶۲۷۰)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ خاکساری کا برتاؤ کرتے تھے اپنے پیچھے سواری پر عبداللہ بن جعفر کو سوار کیا آپ نے اپنی کوئی خاص سواری نہیں مقرر کی جیسا کہ بڑے لوگوں کی عادت ہے وہ اپنے پیچھے کسی کو سوار نہیں کرتے۔

(۲) بچپن ہی سے صحابۂ کرام کی حسن تربیت کا نبی ﷺ اہتمام کرتے۔

(۳) عبداللہ بن جعفر کو اپنا رازدار بنا کر ان کا اکرام کیا۔

(۴) چھوٹے اور بڑے تمام صحابۂ کرام کو تربیت سے آراستہ کرتے تھے اسی لئے عبداللہ بن جعفر کو راز پر مبنی بات پیش کی تو ان کا عزم تھا کہ ''میں کسی کو یہ بات نہیں بتا سکتا''۔

فائدہ:

عبداللہ بن جعفر نے اس راز کا پورا پورا خیال رکھا اور چھوٹے بڑے کسی کو بھی اس کی اطلاع نہیں دی۔

۴۔ پہلا اور نیا پھل کھلانے میں نبی ﷺ بچوں کو مقدم رکھتے تھے:

بچے قوم کا مستقبل ہیں ان کی دیکھ ریکھ اور نفسیات کا خیال رکھنا ضروری ہے ان کی دلجوئی کرنا، ہمت بڑھانا اور انہیں مستقبل کا معمار بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے، سنت میں اس کے بہت سے دلائل ہیں، یہاں تک آپ ﷺ نے پہلا اور نیا پھل دیتے وقت بچوں کو مقدم رکھا ہے۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ''لوگ پہلا پھل نبی ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے آپ اسے اپنے ہاتھ میں لیتے اور فرماتے ''اللهم بارک لنا فی ثمرنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا وبارک لنا فی مدنا ، اللهم إن ابراہیم عبدک وخلیلک ونبیک وإنی عبدک ونبیک وإنه دعالملكة وإنی أدعو للمدینة بمثل مادعا لمكة ومثله معه'' [مسلم (۳۳۳۴)]

اے اللہ ہمارے پھل میں برکت دے، ہمارے مدینہ میں برکت دے، ہمارے صاع اور مد (ناپ کا پیمانہ) میں برکت دے، اے اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے خلیل اور نبی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لئے تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ ٹھیک اسی طرح جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا کیا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے پھر چھوٹے بچے کو بلایا اور کھجور اس کو دے دیا۔

نبی ﷺ کا حدیث میں تعامل:

(۱) چھوٹے بچوں پر آپ توجہ دیتے اوران کا خاص خیال رکھتے تھے۔

(۲) نبی ﷺ بچوں کے ساتھ کمالِ رحمت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔

(۳) نبی ﷺ چھوٹے، بڑے تمام لوگوں کے ساتھ لطف وکرم کا معاملہ کرتے تھے

خصوصاً چھوٹوں کی دلجوئی کرنا ان میں رغبت پیدا کرنے کا باعث ہے کیوں کہ وہ اس کے زیادہ حریص ہوتے ہیں۔

(۴) پہلا اور نیا پھل کھلانے میں چھوٹوں سے ابتدا کرتے اور انہیں بڑوں پر مقدم رکھتے تھے۔

(۵) نبی ﷺ سب سے چھوٹے بچہ کو بلاتے اور اپنے ہاتھ سے اسے کھجور کا پہلا پھل دیتے۔

۵۔ نبی ﷺ بچوں کو گود اٹھاتے اور بچے آپ کا استقبال کرتے تھے

بچوں کے ساتھ شفقت ومروت کا یہ عالم تھا کہ آپ انہیں گود اٹھاتے، ان کے ساتھ تفریح کرتے اسی لئے بچے آپ کے استقبال کے لئے بے چین رہتے تھے۔

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی ﷺ مکہ آئے تو بنی عباس کے چھوٹے چھوٹے بچے آپ کا استقبال کرنے لگے، ایک کو آپ نے آگے سوار کیا اور دوسرے کو اپنے پیچھے۔[بخاری (۱۷۹۸)]

صحیح بخاری میں دوسری حدیث مروی ہے: ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ''قثم'' کو اپنے آگے اور ''فضل'' کو اپنے پیچھے سوار کرلیا۔ یا اس کے برعکس۔ پس ان میں کون بہتر اور کون بدتر ہے؟[بخاری (۵۹۶۶)]۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے آتے گھر کے بچے آپ کا استقبال کرتے، صحابی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ سفر سے آئے مجھے سب سے پہلے آپ کے پاس لایا گیا آپ نے مجھے اپنے آگے سوار کرلیا، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کسی بیٹے کو لایا گیا، آپ نے انہیں اپنے پیچھے سوار کرلیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم تینوں ایک ہی چوپایہ پر مدینہ میں داخل ہوئے۔[مسلم (۶۲۶۸)]

امام مسلم نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن جعفر سے ایک اور روایت ذکر کیا ہے: نبی ﷺ

جب سفر سے واپس آتے ہم آپ کا استقبال کرتے، ایک مرتبہ میری اور حسن یا حسین کی ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے سوار کرلیا یہاں تک کہ ہم ایک ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے۔[مسلم (۶۲۶۹)]

حدیث میں موجود نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) نبی ﷺ بچوں سے محبت اور شفقت کرتے تھے۔

(۲) نبی ﷺ انتہائی متواضع تھے، بچوں کو اپنے آگے اور پیچھے سوار کرلیا کرتے تھے۔

(۳) قرابت داروں اور غیر قرابتداروں دونوں بچوں کی رعایت کرتے، ان پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔

(۴) یتیموں کی نگہداشت کرنا اور ان کی حفاظت کرنا آپ ﷺ کا شیوہ تھا۔

(۵) اسلامی برتاؤ کا اظہار کرنا بچوں کا استقبال کرنا، صحابۂ کرام کے سامنے انہیں اپنے آگے اور پیچھے سوار کرنا اس میں امت کے لئے ایک عظیم درس ہے۔

(۶) بچوں کا حد درجہ خیال رکھا جائے ان کو اہمیت دی جائے، نبی ﷺ کا سب سے زیادہ استقبال کرنے والے بچے ہوتے تھے آپ انہیں اپنی گود میں اٹھاتے، سواری پر سوار کرلیا کرتے تھے۔

فائدہ:

(۱) نبی ﷺ بچوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے تھے جس سے ان کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا ہوجاتی تھی اور آپ کا استقبال کرنے کے لئے بے تاب نظر آتے تھے۔

(۲) سفر سے واپسی پر جو لوگ آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کرتے تھے آپ ان کی تائید کرتے تھے۔

بچوں کے ساتھ تواضع وخاکساری اختیار کرنا

۱۔ چھوٹے بچہ کوران پر بٹھانا:

امام بخاری نے اپنی صحیح میں سہل رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کیا ہے ''منذر بن ابی اسید کو پیدائش کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا آپ نے محبت سے انہیں اپنی ران پر رکھا، ابواسید وہاں بیٹھے ہوئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھوڑی سی مشغولیت پیش آ گئی، ابواسید نے اپنے بیٹے کو اٹھانے کا حکم دیا اور نبی کی گود سے بچہ اٹھالیا گیا جب آپ فارغ ہوئے تو سوال کیا''این الصبی''؟ بچہ کہاں ہے؟ ابواسید نے جواب دیا اس کو بھیج دیا گیا۔آپ نے اس کا نام پوچھا، آپ کو خبر دی گئی، آپ نے اس کا نام منذر منتخب کیا۔[بخاری (۶۱۹۱)]

حدیث میں موجود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ:

(۱) صحابہ کرام کے بچوں کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استقبال کرتے تھے۔

(۲) چھوٹے بچہ کو اپنی ران پر رکھتے تھے۔

(۳) مشغولیت ختم ہوتے ہی آپ نے سوال کیا بچہ کہاں ہے؟ پھر اس بچہ کا نام پوچھا۔

(۴) بچہ کا نام بدل کر اس کا نام منذر رکھا۔

۲۔چھوٹے بچہ کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ کے گھر جاتے تھے

چھوٹے اور کم سن بچوں سے محبت وشفقت کے پیش نظر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر جاتے اور دلار سے ان کو پکارتے تھے۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: دن کے ایک پہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر

سے خاموشی سے نکلے نہ تو آپ نے مجھ سے کوئی کلام کیا اور نہ میں نے آپ سے، یہاں تک کہ آپ سوق بنی قینقاع پہنچے، فاطمہ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئے اور بلند آواز سے کہا:''أثم لكعُ أثم لكع''کیا گھر میں کوئی بچہ ہے؟ کیا گھر میں کوئی بچہ ہے؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں تھوڑا روک لیا، مجھے گمان ہوا کچھ پہنا رہی ہیں، یا تیار کر رہی ہیں، پھر بچہ دوڑتا ہوا آیا آپ سے چمٹ گیا، آپ نے بوسہ دیا اور دعا دی''اللهم أحببه وأحب من يحبه'' [بخاری (۲۱۲۲)] اے اللہ تو اس سے محبت رکھ اور ان سے بھی جو اس سے محبت کریں گے۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے ساتھ رحمت کا مظاہرہ کرتے تھے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں سے کھیل وتفریح کرتے تھے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر جاتے، بچوں کے ساتھ بیٹھتے انہیں بوسہ دیتے ان کے لئے دعا کرتے، باپ، بیٹی اور اس کے بچوں کے درمیان محبت پیدا کرنے کا یہی سب سے بڑا وسیلہ ہے۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وقت کو منظم کرتے تھے، مختلف مشغولیات کے باوجود رشتہ داروں سے ملاقات کرنا نہیں بھولتے تھے تو کیا موجودہ دور کے آباء اور گارجین حضرات اسے یاد رکھتے ہیں اور اپنی عملی زندگی میں اسے برتنے کی کوشش کرتے ہیں؟

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے نواسہ سے محبت کرے اور ان لوگوں سے بھی جو اس نواسہ سے محبت کرتے ہیں۔

فائدہ:

(۱) بڑی خاکساری کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار میں داخل ہوتے اور گھر کے سامنے بیٹھتے'

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر میں بھی بڑے ادب سے داخل ہوتے تھے۔

(۳) صحابہ کرام کے اندر نبی ﷺ کے طریقہ اور عمل کو چاہنے کی بڑی تڑپ رہتی تھی۔آپ کے ساتھ چلنا اور آپ کی تعظیم وتوقیر کرنا باعث سعادت سمجھتے تھے۔

۳۔ انصاری بچوں کے استقبال کے لئے کھڑے ہونا

نبی ﷺ کسی تقریب سے آنے والوں کا خاص خیال رکھتے ان کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرتے اوران سے اپنی محبت کا اظہار کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے''کسی تقریب سے واپس ہوتے ہوئے نبی ﷺ نےعورتوں اور بچوں کو دیکھا آپ محبت کے سبب کھڑے ہو گئے اور فرمایا:''اللھم أنتم من أحب الناس إلي قالها ثلاث مرار''[بخاری (۳۷۸۵)]اللہ جانتا ہےتم لوگ میرے نزدیک حددرجہ محبوب ہو آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ کہا۔

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:''نبی ﷺ نے بچوں اورعورتوں کو شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا،اظہار ہمدردی ومحبت میں آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''اللّٰھم أنتم من أحب الناس إلي اللّٰھم أنتم من أحب الناس إلي يعني الانصار''[مسلم (۶۴۱۷)]اللہ گواہ ہےتم میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔یہ جملہ آپ نے دوبار ادا کیا۔جس سے مراد انصار تھے۔

صحیح بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:''ایک انصاری خاتون نبی ﷺ کے پاس آئی جس کے ساتھ اس کا بچہ تھا آپ ﷺ نے اس سے بات کی اور فرمایا: ''والذی نفسی بیدہ إنكم أحب الناس إلي مرتين''[بخاری (۳۷۸۶)]قسم ہےاس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہےتم لوگ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔یہ جملہ دوبار آپ کی زبان مبارک سے ادا ہوا۔

صحیح بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:''ایک انصاری خاتون نبی ﷺ کے پاس آئیں،جن کے ساتھ ان کا بچہ تھا، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:''والذی

نفسی بیدہ إنكم لأحب الناس إلی قالها ثلاث مرات''[بخاری (۶۶۴۵)] قسم ہےاس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہےتم لوگ میری نظر میں حد درجہ محبوب ہو، آپ نے یہ جملہ تین بار کہا۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) نبی ﷺ تمام انصاری صحابہ کرام سے محبت کا اظہار کرتے تھے،ان کو دعاؤں سے نوازتے تھے۔

(۲) آپ ﷺ نے تین مرتبہ تاکیداً اس محبت کا اظہار کیا اور پھر قسم کے ذریعہ اس کو مزید پختہ کیا۔

(۳) نبی ﷺ بچوں اورعورتوں کے استقبال میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

فائدہ:

(۱) تمام لوگوں کے ساتھ نبی ﷺ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتے تھے۔

(۲) جس سے آپ محبت کریں اس کو محبت کی خبر دینا سنت ہے۔

بچوں کے ساتھ ہنسی اور تفریح کرنا، انہیں کپڑا پہنانا

۱۔ بچہ کے منہ میں کلی کرنا:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستجاب الدعوۃ تھے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خصوصیات سے نوازا تھا ان میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ کے لعابِ دہن کو بابرکت بنا دیا گیا تھا۔ کسی بچہ کے منہ میں کلی کرنا آپ کے لئے جائز تھا۔

صحیح بخاری میں ابن شہاب زہری سے روایت ہے: وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو محمود بن ربیع نے خبر دی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بچپن میں ان کے کنویں کے پانی سے ان میں منہ میں کلی کیا تھا۔ [بخاری (۱۸۹)]

صحیح بخاری میں محمود بن ربیع سے ایک دوسری روایت ہے وہ کہتے ہیں: ''مجھے یاد ہے میرے بچپن میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے منہ میں ڈول کے پانی سے کلی کیا تھا میری عمر اس وقت پانچ سال تھی۔ [بخاری (۷۷)]

حدیث میں وارد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں سے بڑا لاڈ و پیار کرتے تھے، برکت کے لئے ان کے منہ میں کلی کرنا بھی آپ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ صحابۂ کرام کے بچوں کے ساتھ آپ کا معاملہ تھا۔ [فتح الباری ۱/۲۰۷]

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علمی مجالس میں بچوں کو حاضر کیا جاتا تھا آپ اس کی تائید کیا کرتے تھے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابۂ کرام کے گھروں کی زیارت کرتے تھے اور ان کے بچوں کے ساتھ تفریح کرتے تھے۔

(۴) بچوں کے ساتھ سیر و تفریح میں انکساری کا برتاؤ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی۔

فائدہ:

پانچ سالہ بچہ کو بچپن کا واقعہ یاد رہا، اس لئے والدین اور گارجین حضرات کو چاہیے کہ بچوں کی عمر کے ابتدائی مرحلہ کا خاص خیال رکھیں اور ان پر پوری توجہ صرف کریں۔

۲۔ چھوٹے بچے کے ساتھ ہنسی و تفریح

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاکساری اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ بچوں کو دلار سے پکارتے، اپنے بستر پر بیٹھنے کی اجازت دیتے اور نماز کے لئے اسے جھاڑنے اور صاف کرنے کا حکم دیتے تھے۔

صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بلند اخلاق تھے۔ میرا ایک بھائی تھا جسے ابوعمیر کہتے ہیں، اس کی مدتِ رضاعت جلد ہی مکمل ہوئی تھی۔ جب بھی وہ آتا آپ پیار سے فرماتے ''یا أباعمیر ما فعل النغیر؟'' ابوعمیر تمہارے ساتھ نغیر نے کیا معاملہ کیا۔ (نغیر ایک چھوٹا پرندہ ہے) بسا اوقات آپ ہمارے گھر ہوتے نماز کا وقت داخل ہوجاتا آپ حکم دیتے اس کے نیچے کا بستر جھاڑ دیا جاتا اور اس پر پانی کا چھینٹا مار دیا جاتا، آپ آگے کھڑے ہوجاتے نماز پڑھاتے، ہم آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے۔ [بخاری (۶۲۰۳)]

حدیث میں وارد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خصوصیت کے ساتھ بعض صحابۂ کرام کی زیارت کرتے تھے اگر چہ وہ چھوٹے ہوں۔

(۲) نبی ﷺ کراہیت کا اظہار نہیں کرتے تھے، آپ کو معلوم تھا کہ گھر میں چھوٹے بچے ہیں اس کے باوجود گھر میں بیٹھتے اور نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ [فتح الباری ۱۰/ ۶۰۰]

(۳) ابوعمیر سے آپ ﷺ بار بار ہنسی اور تفریح کرتے۔ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تکبر اور رفعت شان کو آپ ﷺ نے مٹادیا تھا۔ [فتح الباری ۱۰/ ۶۰۰]

(۴) بچے کی ماں سے اس کے غمگین ہونے کا سبب دریافت کرنا آپ کی سنت ہے۔

(۵) بچہ کے ساتھ لطف وکرم کا معاملہ کرنا اسلامی آداب میں شمار ہوتا ہے۔

(۶) جس کے لڑکے نہ ہوں اس کو بھی کنیت سے یاد کیا جاسکتا ہے۔

(۷) اہل خانہ کے تمام افراد کا خیال رکھنا اور غمخواری کرنا نبی ﷺ کی سنت ہے۔ آپ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا، ابوعمیر سے مذاق وتفریح کیا اور ان کے گھر میں نماز پڑھایا تاکہ پورا گھر آپ کی برکت سے فیضیاب اور مالامال ہوجائے۔

فائدہ:

(۱) جس کی زیارت یا تیمارداری کی جائے اس کے گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۲) چٹائی پر نماز پڑھنا تواضع کا باعث ہے، حالانکہ چٹائی کثرتِ استعمال کی بنیاد پر سیاہ ہوچکی تھی۔

(۳) چھوٹے پرندوں کے ساتھ کھیلنا بچوں کے لئے جائز ہے۔

(۴) لوگوں کے عقل وفہم کے اعتبار سے ان کے ساتھ زندگی گزارنا اسلامی آداب میں شامل ہے۔

۳۔ چھوٹے خادم سے غلطی سرزد ہونے پر نبی ﷺ کا مسکرانا:

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حسن اخلاق کے مالک تھے، ایک دن مجھے کسی ضرورت کے تحت بھیجا میں نے کہا: اللہ کی قسم میں نہیں جاسکتا، حالانکہ میرے دل میں یہ بات تھی کہ آپ کے حکم کی تعمیل کروں میں نکلا اور بچوں سے میرا گزر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے میں ان کے ساتھ کھیلنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے میرا سر پکڑا وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا آپ ہنس رہے تھے، اور فرمایا: ''یا أنیس أذھبت حیث أمرتک؟'' انیس کیا تم نے میرے حکم کی تعمیل کی؟ انس کہتے ہیں: میں نے کہا: ہاں، میں جارہا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ! [صحیح مسلم (۲۰۱۵)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ چھوٹے بچہ (خادم) کے حالات اور خواہشات کا خیال رکھتے تھے نہ تو اسے ڈانٹا اور نہ سزا دیا حالانکہ بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا۔ آپ نے جس کام کے لئے بھیجا تھا اس کو پورا کرنے کے لئے نہیں گیا۔ پھر بھی ہنس کر اس کی رہنمائی کی۔ تو کیا ہم اس محبت بھرے برتاؤ اور حسن اخلاق کو اپنے بچوں کے ساتھ برتنے کے لئے تیار رہیں؟

(۲) نبی ﷺ نے خدمت کے لئے کم عمر خادم کو تجویز کیا۔

(۳) کم سن خادم کے کام پورا کرنے پر آپ نے دیکھ ریکھ کیا۔

(۴) انس رضی اللہ عنہ کو متوجہ کرنے کے لئے نبی ﷺ نے ان کے سر کو پیچھے سے پکڑا۔

(۵) نبی ﷺ نے اس چھوٹے بچہ سے بہت اچھے اسلوب میں سوال کیا یہ نہیں کہا کیوں نہیں گئے؟ بلکہ آپ نے فرمایا: کیا تم اس کام کے لئے گئے جس کا میں نے

حکم دیا تھا؟

(۶) نرمی ومروت کے ساتھ چھوٹے بچوں کی غلطی کی اصلاح کرنا۔

(۷) خادم کے ساتھ ہنسنا، باوجودیکہ آپ کی بات نہیں مان رہا تھا۔

(۸) نبی ﷺ خادم کا جواب سنتے تھے اس نے کہا: میں ابھی جارہا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ۔

۴۔ چھوٹی بچی کو کپڑا پہنانا اور دعا دینا:

نبی ﷺ شیرخوار اور چھوٹی بچیوں کے ساتھ بھی محبت اور شفقت کا برتاؤ کرتے، انہیں ہدیہ پیش کرتے اور ان کی تربیت پر پوری توجہ صرف کرتے اور اس کے فوائد کو بھی بیان کرتے تھے۔معصوم بچی کو اپنے ہاتھوں سے کپڑا پہنا دیتے تھے۔

ام خالد بنت خالد سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں اپنے ابو کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی میرے اوپر زرد رنگ کی قمیص تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنہ سنہ'' بہت عمدہ بہت عمدہ۔عبداللہ کہتے ہیں کہ حبشہ کی زبان میں سنہ کا معنی ہے عمدہ اور خوبصورت ۔ام خالد کہتی ہیں کہ مہر نبوت سے میں کھیلنا چاہتی تھی میرے والد نے مجھے ڈانٹا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعها'' اسے چھوڑ دو۔پھر آپ نے مجھے دعا دی۔''أبلي وأخلقي ثم أبلي واخلقي،ثم أبلي واخلقي'' [بخاری (۳۰۷۱)] (اس قمیص کو خوب پہن اور پرانی کر، پھر پہن اور پرانی کر، اور پھر پہن اور پرانی کر)۔

ام خالد بنت خالد سے مروی ایک اور حدیث میں ہے، نبی ﷺ کی بارگاہ میں کچھ کپڑے پیش کئے گئے جن میں ایک کالی قمیص بھی تھی، جس پر پیلے نشانات تھے، آپ نے کہا: یہ قمیص کس کو پہنائی جائے؟ لوگ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: ام خالد کو بلاؤ، انہیں اُٹھا کر لایا گیا، آپ ﷺ نے قمیص اپنے ہاتھ میں لیا اور اس بچی کو پہنا دیا اور اسے دعا دی۔ ''أبلي واخلقي'' (اس کو پہن اور پرانی کر) اس قمیص میں سرخ یا زرد دھاریاں تھیں آپ نے فرمایا

:ام خالد یہ تو بہت اچھی ہے۔[بخاری (۵۸۲۳)]

صحیح بخاری میں ام خالد سے ایک اور روایت ہے وہ کہتی ہیں: میں چھوٹی تھی اور سرزمین حبشہ سے آئی تھی، نبی ﷺ نے مجھ کو ایک بیش قیمت لباس پہنایا۔[بخاری (۳۸۷۴)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ بچوں پر پوری توجہ دیتے تھے چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔

(۲) نبی ﷺ نے بچی کو مہر نبوت سے کھیلنے کی اجازت دی۔

(۳) نبی ﷺ نے اس چھوٹی بچی (جس کی کنیت ام خالد تھی) کو لانے کا مطالبہ کیا۔

(۴) ام خالد کے والد کو حکم دیا کہ انہیں کھیلنے دیں۔

(۵) کپڑا لینے کے لئے نبی ﷺ خود کھڑے ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے اس بچی کو پہنایا۔

(۶) اس بچی کو نبی ﷺ نے دو مرتبہ دعا دی۔''أبلي واخلقي''

(۷) نبی ﷺ بچی کو بار بار اس کی کنیت سے پکارتے تھے۔حالانکہ وہ چھوٹی تھیں، گود میں اٹھائی جاتی تھیں۔

(۸) آپ ﷺ نے اس معصوم بچی کے لباس کی دو مرتبہ تعریف کی جس کے لئے آپ نے لفظ ''سنہ'' استعمال کیا جس کا معنی ہے بہتر اور خوبصورت۔

(۹) نبی ﷺ نے اس بچی کو قولی وعملی دونوں طرح سے خوش کرنے کی کوشش کی اوّلا: اس کو لباس پہنا کر پھر اس کے لباس کی تعریف کرکے، آپ ﷺ نے ام خالد کو کنیت سے پکار کر اس کے وقار کو بلند کیا۔

(۱۰) اس بچی کے ساتھ برتاؤ کرنے میں آپ نے تواضع کا مظاہرہ کیا چھوٹوں کے ساتھ نرمی کا یہ اثر ہوا کہ بچی آپ سے بے حد قریب اور مانوس ہوگئی یہاں تک کہ مہر نبوت

سے کھیلنے لگی۔

فائدہ:

(۱) نبی ﷺ صحابہ کرام کی عزت افزائی کرتے تھے آپ نے ان سے سوال کیا کہ قمیص کسے دی جائے؟

(۲) صحابہ کرام نبی ﷺ کا بے حد ادب واحترام کرتے تھے اسی لئے کپڑا کس کو دیا جائے انہوں نے خود اس کی تحدید نہیں کی۔

غیر مسلم بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ

یہودی خادم بچہ کی آپ ﷺ تیمارداری کرتے تھے:

بچوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا ان سے ملاطفت اور شفقت کا مظاہرہ کرنا ان کے استقبال کرنے میں کسی بھی تفریق سے اجتناب کرنا نبی ﷺ کی سنت تھی غیر مسلم بچوں کے ساتھ بھی آپ تواضع سے پیش آتے ان کو اہمیت دیتے، بیمار پرسی کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کرتا تھا، وہ بیمار ہوگیا، نبی ﷺ اس کی تیمارداری کرنے گئے اس کے سر کے پاس بیٹھے اس سے فرمایا: ''أسلم '' تم اسلام لے آؤ، بچہ نے اپنے باپ کو دیکھا جو اس کے پاس تھا ، باپ نے بچہ سے کہا: ''أطع أباالقاسم فأسلم '' ابوالقاسم کی اطاعت کرو، چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا۔ نبی ﷺ یہ کہتے ہوئے وہاں سے نکلے ''الحمدلله الذی أنقذه من النار ''[بخاری (۱۳۵۶)] ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اس کو جہنم سے نکال دیا۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) تمام لوگوں کے ساتھ نبی ﷺ حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے تھے، غیر مسلموں کے ساتھ بھی آپ کا یہی رویہ ہوتا تھا، مریض کی عیادت کرنا حسن اخلاق میں داخل ہے۔

(۲) غیر مسلم مریض کی عیادت کرنا مشروع ہے اگر اسلام لانے کی امید ہو۔

(۳) نبی ﷺ خیر و بھلائی میں سبقت کرتے تھے آپ نے کسی کو بھیجنے کے بجائے بذاتِ خود زیارت کی۔

(۴) غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دینے پر آپ ﷺ بڑے حریص تھے۔

(۵) نبی ﷺ غیر مسلم کو خادم رکھتے تھے۔

(۶) آپ ﷺ نے یہودی بچہ کو اسلام کی دعوت دی۔

(۷) یہودی بچہ کے سر کے پاس بیٹھ کر آپ ﷺ نے تواضع اور نرمی کا مظاہرہ کیا۔

(۸) اس بچہ کے اسلام قبول کرنے کی خبر آپ ﷺ نے صحابۂ کرام کو دیا۔

فائدہ:

(۱) اس بچہ کے اسلام میں داخل ہونے سے آپ بہت خوش ہوئے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم سے نجات دیدیا۔

(۲) کسی بھی نعمت کے حاصل ہونے پر نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے تھے۔

(۳) یہود یہ بات جانتے تھے کہ اسلام دین برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے حقیقی رسول ہیں اسی لئے یہودی نے اپنے لڑکے سے کہا: ''اطع اباالقاسم'' ابوالقاسم کی اطاعت کرو۔ ابوالقاسم آپ ﷺ کی کنیت تھی۔

(۲) مشرکین کے بچوں کو بھی قتل کرنا منع ہے:

اسلام دین رحمت ہے، ہرصورت میں انسان کے ساتھ رحمت و مروت کو ملحوظ رکھنے کی تاکید کرتا ہے بچوں کو قتل کرنے اور اذیت دینے سے منع کرتا ہے، اور یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ باپ کے جرائم کا ذمہ دار اور جواب دہ بیٹا نہیں ہوسکتا، ٹھیک اسی طرح بیٹے کا جرائم کا ذمہ دار باپ نہیں۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر سے ایک روایت مذکور ہے: نبی ﷺ کے بعض غزوات

میں ایک عورت مقتول پائی گئی، رسول اللہ ﷺ نے فوراً عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کردیا۔ [بخاری (۳۰۱۴)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) مشرکین کے بچوں اور ان کی عورتوں کو قتل کرنے سے اسلام میں روک دیا گیا ہے۔

(۲) نبی ﷺ قتل کرنے کی خواہش اور تمنا نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی اس کا آغاز کرتے تھے اسی لئے آپ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کردیا ہے۔ آپ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پیش کرتے ان کے پاس خطوط یا قاصد بھیج کر، اسلام کی دعوت پیش کرتے، ہاں جب وہ قتال پر آمادہ ہوتے تو آپ ﷺ دفاع میں ان کا جواب دیتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''لا تتمنوا لقاء العدو وسلوا الله العافية فإذا لقيتموهم فاصبروا'' [بخاری (۲۹۶۵)] دشمنوں سے ملاقات کی تمنا نہ کرو، اللہ سے عافیت طلب کرو مگر جب ملاقات ہوجائے تو ثابت قدم رہو۔

(۳) نبی ﷺ بچوں اور عورتوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا مظاہرہ کرتے یہاں تک کہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی آپ کا یہی رویہ ہوتا تھا۔ اسلامی شریعت ایک عظیم شریعت ہے جس نے خون کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ خاص طور پر کمزوروں کی حفاظت، مثلاً: عورت، بچہ، بوڑھا وغیرہ۔

(۴) معرکۂ کارزار سے پہلے اور بعد میں بھی نبی ﷺ حالات کا جائزہ لیتے تھے اور لوگوں سے سوال کرتے تھے یہاں تک کہ مقتولین کے بارے میں بھی آپ سوال کرتے تھے۔

(۵) دین اسلام نے چھوٹے لوگوں کے حقوق کی بڑی رعایت برتی ہے اگرچہ وہ غیر مسلم ہوں۔

بچوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام برتاؤ

۱۔ عطیہ دینے میں اولاد کے مابین عدل کا حکم

اسلام روئے زمین کا واحد دین ہے جس نے جور وظلم کا خاتمہ کردیا اور نزاع کے اسباب کو مٹادیا، خاندانی عصبیت کو نیست ونابود کردیا اور اولاد کے مابین محبت والفت کی راہ ہموار کی والدین کو حکم دیا کہ اولاد کے مابین عدل وانصاف سے کام لیں، اور اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے نعمان بن بشیر سے ایک روایت نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میری ماں نے میرے والد سے مطالبہ کیا کہ مجھے اپنے مال سے کچھ ہبہ کردیں، میرے والد نے کچھ دن بعد کچھ مال بطور عطیہ دیا۔ میری ماں نے کہا: میں اس پر راضی نہیں، جب تک رسول اللہ ﷺ اس پر گواہی نہ دیدیں، میرے ابو میرا ہاتھ پکڑ کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: اس کی ماں بنت رواحہ نے مجھ سے اس لڑکے کے لئے کچھ مال ہبہ کرنے کا سوال کیا تھا، آپ نے فرمایا: ''ألک ولدٌ سواہ''؟ کیا اس کے علاوہ تمہارے پاس اور لڑکے ہیں؟ وہ کہتے ہیں، ہاں، راوی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لا تشہدنی علی جور''[صحیح بخاری (۲۶۵۰)] مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔

امام مسلم نے نعمان بن بشیر سے روایت نقل کیا ہے: ''میرے ابو مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ گواہ ہوجایئے میں نے اپنے بیٹے نعمان کو اتنا اتنا مال دیا ہے۔ آپ نے دریافت کیا: ''أکل بنیک قد نحلت مثل مانحلت النعمان؟'' کیا نعمان کی طرح اپنے تمام لڑکوں کو دیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: نہیں، آپ نے فرمایا: ''میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ'' آپ نے مزید کہا: ''أیسرک أن

یکونوا إلیک فی البر سواء قال: بلی، قال: فلاإذن''[مسلم (۴۱۸۵)] کیا تمہارے لئے یہ بات خوش کن نہیں ہوگی کہ تمہارے تمام لڑکے تمہارے ساتھ برابر حسن سلوک کریں؟ صحابی کہتے ہیں کیوں نہیں، آپ نے فرمایا: تب یہ عطیہ صحیح نہیں۔[مسلم(۴۱۸۵)]

امام مسلم نے نعمان بن بشیر سے ایک اور روایت ذکر کیا ہے، ان کی ماں بنت رواحہ نے ان کے باپ سے سوال کیا کہ ان کے بیٹے کو کچھ مال عطا کردیں، باپ نے ایک سال تک اسے ملتوی رکھا، پھر دینے کا ارادہ کیا۔ ماں نے کہا: میرے بیٹے کو جو دینا چاہتے ہو میں اس سے راضی نہیں، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس پر گواہی دیدیں۔ میں چھوٹا تھا میرے ابو میرا ہاتھ پکڑ کر نبی ﷺ کے پاس پہنچے اور عرض کیا اس کی ماں کو یہ بات پسند ہے کہ جو مال میں نے اس کو دیا ہے آپ اس کی گواہی دے دیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''أکلہم وہبت مثل ہذا؟'' کیا تمام لڑکوں کو ایسے ہی عطیہ دیا ہے؟ صحابی کہتے ہیں نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فلاتشہدنی إذاً فإنی لااشہد علی جور''[صحیح مسلم (۴۱۸۲)] مجھے گواہ مت بناؤ کیوں کہ میں ظلم کی گواہی نہیں دے سکتا۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ آنے والوں کا استقبال کرتے تھے یہاں پر آپ نے بشیر اور انکے بیٹے نعمان کا استقبال کیا۔

(۲) نبی ﷺ نے بشیر کی ماں کی گزارش کو مکمل طور پر سنا کہ وہ اپنے بیٹے کے لئے اپنے شوہر سے عطیہ (ہدیہ) کا سوال کررہی ہیں۔

(۳) نبی ﷺ نے پہلے بشیر سے سوال کیا کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ اور بیٹے ہیں؟ بشیر کا جواب سماعت کیا انہوں نے کہا: ہاں، یہاں تک کہ مکمل صورتِ حال واضح ہوگئی۔

(۴) صورتِ حال کی تحقیق کے بعد آپ نے گواہی دینے سے انکار کا سبب بیان کیا، میں

ظلم پر گواہی نہیں دیتا۔

(۵) نبی ﷺ ہبہ اور عطیہ وغیرہ میں بھی عدل وانصاف کو ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔

(۶) بھائیوں کے درمیان اخوت ومحبت کو پائیدار بنانے کی نبی ﷺ کوشش کرتے تھے اوران تمام اسباب کو آپ نے ختم کردیا جن سے ان کے مابین دشمنی اور عداوت کا ماحول پیدا ہو یا والدین کی نافرمانی کا سبب بنے۔

(۷) بشیر کے سوال سے آپ ﷺ نے محسوس کرلیا تھا کہ ان کی اور بھی اولاد ہیں۔

(۸) حاکم وقت اور مفتی کو مسئلہ کی تفصیل طلب کرنا چاہیے۔

(۹) صحابہ کرام اپنے اکثر امور میں نبی ﷺ کو شریک رکھتے تھے۔

فائدہ:

حق قبول کرنے میں سبقت کرنی چاہیے۔

۲۔ بچیوں کے ساتھ احسان کرنا

سرزمین عرب میں بچیوں کی پیدائش باعث ننگ وعار تھی مگر اسلام نے اسے رحمت، دخول جنت اور نبی ﷺ کی رفاقت کا سبب بتایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کیا ہے ''ایک سائلہ عورت میرے پاس اپنی دو بچیوں کے ساتھ آئی، میرے پاس صرف ایک کھجور تھی میں نے اسے دیدیا، اس نے دو ٹکڑے کرکے دونوں بچیوں کو دیا پھر واپس چلی گئی، نبی ﷺ آئے میں نے واقعہ سنایا، آپ نے فرمایا:''من بلی من هذه البنات شیئاً فأحسن إلیهن کن له ستراً من النار'' [بخاری (۵۹۹۵)] ان بچیوں کے ذریعہ جس کی آزمائش کی گئی اور اس نے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا، یہ بچیاں اس کے لئے جہنم سے آڑ اور پردہ بن جائیں گی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''ایک مرتبہ ان کے پاس ایک مسکینہ آئی اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں، میں نے اسے تین کھجور دیا اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دیدیا اور خود کھانے کے لئے ایک کھجور منہ میں ڈالنا چاہتی تھی اس کی بیٹیوں نے اس کھجور کو مانگنا شروع کردیا اس نے کھجور دو حصے میں منقسم کردیا اور خود کچھ نہیں کھاسکی، اس کا یہ عمل مجھے بہت پسند آیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے پورا واقعہ بیان کردیا، آپ نے فرمایا: ''إن الله قد أوجب لها بها الجنة أو أعتقها بها من النار'' [مسلم (٦٦٩٤)] اس کی وجہ سے اللہ نے اس پر جنت واجب قرار دیا، یا جہنم سے اس کو آزاد کردیا۔

نبی ﷺ کا اس حدیث میں برتاؤ:

(۱) عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس مسکینہ کے مابین جو گفتگو عمل میں آئی اس کو نبی ﷺ نے بغور سنا۔

(۲) نبی ﷺ اپنی امت کو بچیوں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب دیتے تھے وہ چھوٹی ہوں یا بڑی، اور اس کی فضیلت واہمیت کو بیان کرتے تھے۔

(۳) نبی ﷺ نے بچیوں کے ساتھ احسان کرنے کے اجر وثواب کو بیان کیا'' کہ وہ جہنم سے آڑ بنیں گی اور یہ بھی بیان کردیا کہ قیامت کے روز ان کی حسن تربیت کے نتیجہ میں نبی ﷺ کی معیت حاصل ہوگی جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہوا ہے''من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة أنا وهو' وضم بين أصابعه'' [صحیح مسلم (٦٦٩٥)] جس شخص نے دو بچیوں کی کفالت کیا یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائیں۔ قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح ہوں گے''۔ آپ نے اپنی انگلیاں ملاکر اشارہ کیا۔

فائدہ:

(۱) اللہ کی رحمت بہت وسیع اور کشادہ ہے، عورت نے اپنی بیٹیوں کو کھجور دیا اس کے بدلہ میں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

(۲) نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کو حسن تربیت سے آراستہ کیا تھا، وہ چھوٹے بڑے تمام فقراء و مساکین کا استقبال کرتی تھیں اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا اسے عطا کرتی تھیں۔

(۳) ماں کے دل میں بچیوں کے تئیں بڑی عظیم شفقت پائی جاتی ہے ماں نے اپنے اوپر بچیوں کو ترجیح دیا۔

(۴) عموماً بچیوں کی پیدائش لوگ ناپسند کرتے تھے اس لئے نبی ﷺ نے اسے آزمائش سے تعبیر کیا ہے۔

(۵) جاہلیت میں لوگ بچی کی پیدائش معیوب سمجھتے تھے اسی لئے اسلام نے بچیوں کی پیدائش اوران کے ساتھ حسن سلوک کو عظیم ثواب کا سبب قرار دیا ہے اور بتادیا کہ یہ بچیاں جہنم سے رکاوٹ بنیں گی۔

(۶) صرف بچیوں کی پیدائش سے یہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی بلکہ ان کے ساتھ احسان ومروت کا معاملہ روا رکھنا ضروری ہوگا۔

۳۔ معصوم بچہ کے حج کا ثواب والدین کو

نبی ﷺ نے بچپن ہی سے اسلامی آداب برتنے کی تلقین کی ہے، بچہ کو نماز، روزہ کی عادت ڈالنے کی تعلیم دی ہے یہاں تک فریضۂ حج کی ادائیگی میں بچہ کو اپنے ساتھ رکھنے کی تلقین کی ہے جس کا ثواب والدین کو حاصل ہوگا مگر بچہ کے دل میں اللہ کی عظمت اور اس کی توحید متمکن ہوگی، پوری زندگی جس کا اثر باقی رہے گا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ’’اونٹ پر سوار ایک قافلہ

کی مقام روحاء میں نبی ﷺ سے ملاقات ہوگئی آپ نے سوال کیا: ’’من القوم‘‘؟ آپ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ’’مسلمان‘‘ اور پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا رسول، ایک عورت نے ایک بچہ کو اوپر اٹھایا اور دریافت کیا ’’کیا اس پر حج ہے؟‘‘ آپ نے فرمایا: ’’نعم، ولک أجر‘‘ [مسلم (۳۲۵۳)] ہاں اور تم کو اس کا اجر ملے گا۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ ہر آنے والے یا ملاقات کرنے والے (تمام لوگوں) کا استقبال کرتے تھے۔

(۲) صحابہ کرام کے وفد کے سوال ’’آپ کون ہیں‘‘؟ کو رسول اللہ ﷺ نے سنا اور اس کا جواب دیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

(۳) بچہ کے حج سے متعلق عورت کا سوال آپ نے سنا اور عورت کی تائید کی اور یہ بھی بیان کیا کہ بچہ کے حج کا ثواب ماں کو ملے گا۔

(۴) مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کو آپ ﷺ اہمیت دیتے تھے، ان کو حج یا عمرہ کی ترغیب دیتے تھے اور یہ بھی بتاتے تھے کہ اس کا ثواب گارجین کو ملے گا۔

(۵) نبی ﷺ انتہائی متواضع انسان تھے صحابہ کرام سے اپنے آپ کو نمایاں نہیں کرتے تھے، جو لوگ شخصی طور پر آپ سے متعارف نہیں ہوتے ان کے لئے آپ ایک نئے انسان کی حیثیت سے پیش آتے تھے۔ وفد نے سوال کیا: ’’آپ کون ہیں‘‘؟ آپ نے اسے برا نہیں مانا۔

فائدہ:

(۱) اجر کے حصول میں صحابۂ کرام بڑے حریص تھے۔

(۲) اجر وثواب کے حاصل کرنے میں جو پریشانیاں آئیں صحابہ کرام ان پر صبر وضبط سے کام لیتے تھے۔

۴۔ انس رضی اللہ عنہ کو خادم بنانا

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے آپ کا کوئی خادم نہیں تھا، ابوطلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ انس ایک ہوشیار لڑکا ہے، آپ اسے خادم بنالیں، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ کے سفر وحضر میں آپ کا خادم رہا، میں نے کوئی کام پورا کیا اس پر کبھی یہ نہیں کہا تم نے یہ کام اسطرح کیوں کیا؟؟ اور اگر کسی کام کو نہیں کرسکا تو آپ نے یہ نہیں کہا تم نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔ [بخاری (۲۷۶۸)]

صحیح بخاری میں ایک اور روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''میں نے دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کی ہے آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور یہ بھی نہیں کہا تم نے یہ کیوں کیا؟ اور ایسا کیوں نہیں کیا؟۔ [بخاری (۶۰۳۸)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) نبی ﷺ نے ابوطلحہ کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا حالانکہ وہ چھوٹے تھے۔

(۲) طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے سامنے انس کی تعریف کی تاکہ وہ نبی ﷺ کی خدمت کرسکیں، ابوطلحہ کی گفتگو کو نبی ﷺ نے سنجیدگی سے سنا۔

(۳) انس رضی اللہ عنہ کو خادم کے طور پر آپ نے قبول کیا، اور اس کی موافقت دی۔

(۴) نبی ﷺ نے حسن اخلاق کا ثبوت دیا اور خادم کے ساتھ قابلِ مثال برتاؤ کیا۔

(۵) سفر اور حضر میں خادم کے ساتھ حسن سلوک کرنا نبی ﷺ کا اخلاق ٹھہرا۔

(۶) خادم کے تصرفات پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا، اس لئے انس رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر آپ نے انہیں جھڑکا نہیں۔

(۷) اس بچہ کی آپ نے رعایت کی یہاں تک کہ الفاظ میں بھی کبھی اُف تک نہیں کہا۔

(۸) نبی ﷺ نے اپنے بلند اخلاق، حسن معاشرت، بردباری، اور عفو ودرگزر سے کام لیا اس لئے انس رضی اللہ عنہ دس سال تک آپ کی خدمت میں رہے، اس لمبی مدت میں کوئی قابلِ گرفت بات سامنے نہیں آئی۔

۵۔ خادم کو ضرورت کے تحت بھیجنا

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، آپ نے ہم کو سلام عرض کیا اور مجھ کو کسی کام کے لئے بھیج دیا، گھر پہنچنے میں مجھ سے تاخیر ہوگئی، جب میں آیا میری ماں نے کہا کہاں رک گیا تھا؟ میں نے کہا: مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے کسی کام سے بھیج دیا تھا، میری ماں نے کہا کیا ضرورت تھی؟ میں نے کہا ایک راز کی بات ہے، میری ماں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے راز کو کسی سے مت بیان کرنا۔[مسلم (۶۳۷۸)]

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا برتاؤ:

(۱) نبی ﷺ بذاتِ خود انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

(۲) نبی ﷺ نے بچوں کو سلام عرض کیا۔

(۳) انس رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے اپنی ضرورت کے لئے بھیجا۔

(۴) نبی ﷺ بچوں میں اعتماد وبھروسہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے اور انہیں راز دار بناتے تھے۔

(۵) اپنے خادم کو عام بچوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت دیتے تھے۔

(۶) حسن تربیت کے ذریعہ انس کو رازدار بنایا۔

فائدہ:

(۱) ام سلیم نے اپنے بیٹے کو حوصلہ دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے راز کو محفوظ رکھیں، اور کسی سے بھی اسے بیان نہ کریں، تو کیا ہم اپنے بچوں کی تربیت میں اس کا خیال رکھتے ہیں؟۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے پیش نظر ام سلیم نے بیٹے کی تاخیر سے آمد کو باعث اجر سمجھا اسی لئے بیٹے کو سرزنش نہیں کیا۔

۶۔ بچوں کے علاج پر توجہ دینا

صحیح بخاری میں ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''اپنے بیٹے کو لے کر میں نبی ﷺ کے پاس گئی، بچہ کے گلے میں درد تھا اس کو بیان کیا، آپ ﷺ نے کہا: کس وجہ اور کس چیز سے تم اپنے بچوں کے حلق کا علاج کرتی ہو، بلکہ تم لوگ ''قسط ہندی'' کو لازم پکڑ و اس میں سات بیماریوں سے شفا یابی ملتی ہے، ان میں سے ایک بیماری ذات الجنب ہے جس سے پسلیوں میں ورم آجاتا ہے۔[بخاری (۵۷۱۳)]

صحیح بخاری میں زہری سے مروی ہے: ''وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی ہے کہ ام قیس بنت محصن جن کا شمار ان صحابیات میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتدا میں نبی ﷺ سے بیعت کی تھی، یہی عکاشہ بن محصن کی بہن ہیں ان کا کہنا ہے کہ میں اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اس کی حلق کی بیماری کے علاج کے لئے، آپ نے فرمایا: ''اتقوالله على ما تدغرن أولادكم بهذه الاعلاق عليكم بهذا العود الهندى فإن فيه سبعة أشفية منها ذات الجنب''[بخاری(۵۷۱۳)] اللہ سے ڈرو! کیوں تم اپنے بچوں کے حلق کو دبا کر علاج کرتی ہو قسط ہندی کو لازم پکڑ و اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے، ایک ذات الجنب بیماری بھی ہے۔

حدیث میں وارد نبی ﷺ کا تعامل:

(۱) نبی ﷺ اپنے پاس آنے والوں کا استقبال کرتے تھے عورت اپنے بچہ کو لے کر حاضر ہوئی جو کھانا نہیں کھارہا تھا۔

(۲) غلط طریقۂ علاج سے آپ نے منع کر دیا اور صحیح طریقۂ علاج کی رہنمائی کی۔

(۳) چھوٹے بچوں پر آپ شفقت کرتے تھے۔

(۴) عورتوں کو رہنمائی کیا کہ عود ہندی سے علاج کریں اس کا فائدہ بیان کر دیا کہ اس میں سات بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔

فائدہ:

(۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے قسط ہندی کے فوائد کو ذکر کیا ہے وہ مُدرّ بول (پیشاب آور) ہے، آنت کے کیڑوں کو قتل کر دیتا ہے، بلغم نکال دیتا ہے۔[فتح الباری ۱۰/۱۵۷]

(۲) صحابہ کرام تمام مسائل میں نبی ﷺ سے رجوع کرتے تھے، بچوں کی بیماری اور علاج کے لئے بھی۔

خاتمہ

ہر طرح کی تعریف کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے جس کی توفیق و احسان سے صحیحین کی ان احادیث کو جمع کرنا آسان ہوا، جن احادیث کی روشنی میں کلیجہ کے ٹکڑوں، گھروں اور روحوں کے پھولوں کے ساتھ نبی ﷺ کے برتاؤ کا پتہ چلتا ہے اکثر و بیشتر انبیاء نے ان کے بارے میں کثرت سے دعا کی ہے، ان کو طلب کرتے ان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعا کرتے تھے، نبی ﷺ کی سیرت میں اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ مودب اور بچوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں سب سے زیادہ با اخلاق تھے، ان احادیث کا دراسہ کرنے کے بعد درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

(۱) بچوں پر توجہ صرف کرنا، اہمیت کا حامل ہے۔

(۲) بچوں کے ساتھ بیٹھنے اور گفتگو کرنے کے لئے کچھ وقت خاص کرنا چاہیے۔

(۳) چھوٹے بچوں کو بوسہ دینا اور جسم سے چمٹا لینا ان کے ساتھ رحمت و مروت، ایثار و محبت کی علامت ہے۔

(۴) بچوں سے ان کے مناسب حال تفریح کرنا، جس سے ان کے دلوں میں خوشی داخل ہو۔

(۵) بچوں کی غلطیوں پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا۔

(۶) بچوں کی رہنمائی کرنا، واقعات کی روشنی میں ان کی تربیت کا خیال کرنا۔

(۷) بچوں کا استقبال کرنا، ان کو نیک بخت بنانے اور اہل خانہ کو خوش رکھنے کے لئے ان کے ساتھ محبت سے پیش آنا چاہیے

(۸) چھوٹے بچوں کو دعا دینا ان کی اصلاح کا اہم وسیلہ ہے۔

(۹) بڑوں کی مجالس میں چھوٹوں کو شریک کرنا چاہیے تا کہ ان کو بلند امور کا عادی بنایا جا سکے۔

(۱۰) بچوں کے لئے بہتر کام تجویز کرنا اور ولادت کے وقت تحنیک کرنا۔

(۱۱) ابتدا میں بچوں کو بہتر آداب اور سنت کی تعلیم سے آراستہ کرنا۔

(۱۲) سنت کی مخالفت سے چھوٹوں کو ڈرانا اور ان امور سے دور رکھنا جو عیب کا سبب ہوں۔

(۱۳) بچوں کی موت پر آنکھوں سے اشک نکلنا، دل کا غمگین ہونا، قابلِ مواخذہ عمل نہیں۔

(۱۴) بچوں کی حفاظت کا خیال رکھنا اور ان کے لئے اسبابِ علاج تلاش کرنا۔

(۱۵) بچہ کی ماں پر شفقت کرتے ہوئے نماز کو ہلکا کر دینا۔

(۱۶) اہم معاملات میں چھوٹے بچوں کی عمر کی رعایت کرنا۔

(۱۷) چھوٹے بچوں کے درمیان منافست کی روح بیدار کرنا۔

(۱۸) بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے انعامات کی تعیین کرنا اور بلندی کے حصول کے لئے ان کی تشجیع کرنا۔

فہرست مصادر ومراجع

نمبر	کتاب	مصنف / ناشر
۱	قرآن کریم	
۲	صحیح الامام البخاری	محمد بن اسماعیل بخاری۲۵۶ھ،دارابن کثیر دمشق ، بیروت
۳	صحیح الامام مسلم	مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۲ھ ، دارالسلام للنشر والتوزیع ، الریاض
۴	فتح الباری فی شرح صحیح البخاری	احمد بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ،دارالسلام، ریاض
۵	المنہاج فی شرح مسلم	محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی ۶۷۶ھ ،دارالمعرفۃ ، بیروت،لبنان۔
۶	تعلیق مصطفیٰ البغا علی صحیح البخاری	د. مصطفیٰ دیب البغا ،دارالمصطفیٰ
۷	تعلیق محمد فؤاد عبدالباقی علی صحیح مسلم	محمد فؤاد عبدالباقی ،داراحیاء الکتب العربیۃ
۸	حاشیہ مؤسسہ الرسالہ علی الصحیحین	مجموعۃ من العلماء مؤسسۃ الرسالۃ ، بیروت،لبنان

فہرست موضوعات